



ماہنامہ  
ولی اللہ  
**ارمغان**



ARMUGHAN, PHULAT, *پہاڑی ضلع مظفر نگر*  
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.) [www.armughan.net](http://www.armughan.net)



₹ 25/-

# ارمغان

ولی اللہ

ماہنامہ

جلد ۳۲ شماره ۳ مارچ ۲۰۲۲ء مطابق شعبان ۱۴۴۵ھ

مدیر

وصی سلیمان ندوی

پتہ

دفتر ارمغان

پہلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-9528157838

9548893624 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

سرپرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاہر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ہارون مظاہری

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں  
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

چیف رپورٹر : محمد ادیس قریشی

مشیر قانونی : امجد علی ایڈووکیٹ

موبائیل : 9897354040

سرکولیشن انچارج : محمد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی : ایوب بھائی بارڈولی والے

## زرتعاون

- ❖ فی شمارہ 25 روپے
- ❖ سالانہ 300 روپے
- ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے
- ❖ اعزازی تعاون 1000 روپے
- ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر
- ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپے (ہمے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادیس قریشی نے ڈیکس پریس راج مارکیٹ مظفر نگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پمختل ضلع مظفر نگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست

۳	وصی سلیمان ندوی	(اداریہ) رمضان مبارک	☆
۵	مولانا محمد کلیم صدیقی	آئیے ہدایت کے موسم بہار کا استقبال کریں	☆
۹	جناب احمد علی برقی	ماہ رمضان (نظم)	☆
۱۰	مولانا اعجاز ثاقب عمری، بنگلور	مسلم سماج کے ذمہ	☆
۱۱	مولانا محمد الیاس گھمن	روزہ دار کی پانچ خصوصیات	☆
۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	ماہ مبارک کی ڈائری	☆
۱۷	مولانا نجیب قاسمی سنبھلی	قرآن اور رمضان میں مشترک خصوصیات	☆
۲۰	جناب محمد عنصر عثمانی	ماہ رمضان کی خصوصیات	☆
۲۱	قیصر صدیقی سمستی پوری	آیا ماہ صیام... (نظم)	☆
۲۲	مولانا حبیب اللہ قاسمی	زکوٰۃ اور اس کی اہمیت	☆
۲۷	حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی	امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	☆
۳۳	ادارہ	تعارف جامعہ امام شاہ ولی اللہ پھلت	☆
۳۶	محمد ادریس قریشی	خبروں کی دنیا	☆
۳۷	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	فقہی مسائل	☆
۴۰	مولانا محمد کلیم صدیقی	آخری صفحہ	☆

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **سارچ** سے ختم ہو رہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔



# الے کاش گذرے ہر دن رمضان کی طرح



آئیے! رمضان مبارک کی تیاری کریں

رمضان المبارک ہجری تقویم کا نواں مہینہ ہے، اس سے پہلے جو مہینہ آتا اسے شعبان المعظم کہا جاتا ہے، رمضان المبارک کا یہ مہینہ اتنی خیر و برکت والا، اور اس قدر رحمت خداوندی کے نزول کا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ رجب کے مہینے سے ہی اس کی تیاری فرمانے لگتے، اور اس کے لئے دعائیں مانگنا شروع کر دیتے تھے۔ احادیث مبارکہ میں اس سلسلہ میں متعدد دعائیں منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نہ صرف اس ماہ مبارک کا انتظار فرماتے تھے، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کا استقبال فرماتے تھے، آپ ﷺ سے منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے: یہ چاند خیر و برکت کا ہے، یہ چاند خیر و برکت کا ہے، میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا فرمایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: 9798)

رمضان المبارک کی یہ عظمت بھی ہم سب کو معلوم ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، نیکیوں کا حصول آسان کر دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، تو شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دروازہ کھلا نہیں پکارتا، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے خیر کے طلب گار! آگے بڑھ، اور شر کے طلب گار! رک جا۔ اور اللہ کے بہت سے بندے آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور ایسا (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔ (سنن ترمذی) اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مہینہ کی کتنی اہمیت ہے، جس میں شیطان جکڑے جا رہے ہیں، جہنم کے دروازے بند کئے جا رہے ہیں، اور رحمتوں اور نوازشوں کی بہتات کر دی جاتی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا بابرکت مہینہ سایہ لگن ہو رہا ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں میں (خدا کی بارگاہ میں) کھڑا ہونے کو نفل مقرر کیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نیک نفل کام اللہ کی رضا و قرب حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو وہ ایسا ہوگا جیسے اس مہینے کے سوا دوسرے مہینے میں کسی نے فرض ادا کیا ہو، اور جو اس مہینے میں فرض ادا کرے گا وہ ایسا ہوگا جیسے اس مہینے میں کسی نے ستر فرض ادا کئے، اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے، اور وہ مہینہ ہے جس میں ایمان والوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس کسی نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور (جہنم کی) آگ سے آزادی کا سبب ہوگا، اور اسے اس روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہم میں ہر ایک کو اتنا سامان میسر نہیں ہوتا جس سے وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا کھجور پر، یا پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کو افطار کرا دے، اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے، اللہ اسے میری حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ اس کو پیاس ہی نہیں لگے گی، یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ (دوزخ کی) آگ سے آزادی اور خلاصی کا ہے، اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے مملوک (غلام یا خادم) کے کام میں تخفیف کر دے گا، اللہ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اسے (دوزخ کی) آگ سے آزادی دے دے گا۔ (بیہتی فی شعب الایمان)

قرآن کریم کی ایک آیت میں روزہ کی غرض و غایت اور اس کا مقصد تقویٰ بتایا گیا ہے، یعنی روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ بندہ کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت پیدا ہو جائے، وہ گناہوں سے بچے اور نیکیوں کی ادائیگی پورے ذوق اور شوق سے کرنے کے لائق ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہ کر آدمی کے اندر برائیوں سے لڑنے کی طاقت پیدا ہو، وہ اپنے نفس کے شرور و فتن سے خود کو محفوظ رکھ سکے، اور برائیوں کے ارتکاب پر کنٹرول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ لہذا اگر کوئی شخص روزے کی شرائط پوری نہیں کرتا، اور تقویٰ کے حصول کے لئے سنجیدہ نہیں ہے، یعنی برائیوں پر بریک نہیں لگاتا ہے، تو اسے پورے دن کے روزہ کے بدلے سوائے بھوک و پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، مثلاً ایک شخص جھوٹ بولتا ہے، چغلی خوری کا عادی ہے، حرام کمائی سے وابستہ ہے، غلط قسم کے اعمال پر قائم ہے، اور رمضان المبارک میں بھی ان چیزوں کو چھوڑنا نہیں چاہتا، اور روزہ بھی رکھنا چاہتا ہے، تو روزہ کا کوئی اثر اس کے دل و دماغ نہیں پڑتا، اور روزہ سے ہونے والے روحانی فوائد و ثمرات اس کو میسر نہیں ہو سکتے۔

موجودہ دور میں جب مسلمانوں میں دین سے دوری بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے، اور لوگ نماز و روزہ جیسی فرض عبادتوں میں بھی غفلت برتنے لگے ہیں، ان حالات میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد روزہ جیسی عظیم الشان عبادت اور اس کے برکات سے محروم رہتی ہے، اور بعض جگہ تو لوگ کھلے عام کھاتے پیتے اور روزہ کی بے حرمتی کرتے نظر آتے ہیں، ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ بڑی بے غیرتی اور خسارہ کی بات ہے، اور ہم سب کو اجتماعی طور پر اس سلسلہ میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اب بھی بڑے پیمانے پر روزہ رکھتی ہے، اور اس مہینہ کا احترام کرتی ہے۔ اور اس موسم بہار میں صوم و صلوة، تلاوت قرآن، تہجد، اعتکاف اور انفاق فی سبیل اللہ جیسی عبادت کا اہتمام بھی کرتی ہے، لیکن برائیوں سے بچنے کی، اور گناہوں سے کنارہ کش ہونے اور ہمیشہ کے لئے توبہ کرنے کی جو کوشش ہونی چاہئے، جسے قرآن کی زبان میں تقویٰ کہا گیا ہے، اس سلسلہ میں عموماً غفلت پائی جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم سب اس ماہ مبارک کو اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے، اور پورے مسلم معاشرہ میں اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کے لئے استعمال کریں۔ اس لئے کہ یہی اس ماہ کا اصل پیغام اور تقاضا ہے۔

# اپنے ہدایت اور رحمت کے موسمِ بہار کا استقبال کریں!

مولانا محمد کلیم صدیقی

سے غریب مسلمان بھی اس فکر میں رہتا ہے کہ اس کا ہاتھ بھی کچھ دیر کے لئے الید العلیاء (دینے والا ہاتھ) بن جائے، آخر اس مبارک ماہ میں اور نیکیوں کے موسمِ بہار میں کچھ تو ہے جو پہلے کے مقابلے نیکیوں کا ماحول دکھائی دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی کتنے گنہگار جرائم پیشہ ہیں جو اس ماہ مبارک میں اپنے نفس پر صبر کر کے گناہوں سے باز رہتے ہیں، کتنے شرابیوں کو دیکھا ہے جو ماہ مبارک میں نہیں پیتے، اسی طرح جوئے، سٹے، قمار بازی اور زنا کاری میں مبتلا کتنے لوگ ہیں جن پر نہ جانے کس غیبی اثر سے مرعوبیت کی وجہ سے اپنے گناہوں سے باز رہنے کی قوت آجاتی ہے، جس کے لئے وہ غیر رمضان میں آخری درجہ کی کوشش کے باوجود قادر نہیں ہو پاتے۔

اصل یہ ہے کہ یہ کائنات اور اس کی ساری چیزیں میرے خالق و مالک رب کریم نے ہم انسانوں کے لئے بنائی ہیں:

وسخر لکم ما فی السماوات وما فی الارض  
جمیعا منہ، (الجماعیۃ: ۱۳)

اس نے تمہارے لئے مسخر کیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کو اپنی طرف سے۔

اور انسان کی فطرت کو احسن الخالقین رب نے تلون مزاج بنایا ہے، اس کو مسلسل ایک ہی حال راس نہیں آتا بلکہ اسے اتار چڑھاؤ چاہئے، ایک سا ماحول اگر نعمتوں در نعمتوں کا بھی ہو تو یہ انسان اس سے اکتا جاتا ہے، اس لئے اس کائنات میں رب کریم نے ماحول کو ایک طرح کا نہ رکھ کر اتار چڑھاؤ رکھا، اور پورے نظام

لیجئے دیکھتے دیکھتے، شعبان کا اواخر آ گیا، اور نیکیوں اور رحمتوں، مغفرت و تقویٰ اور قبولیت دعا کا موسم بہار آیا ہی چاہتا ہے اگرچہ قرب قیامت کے زمانہ میں ماہ مبارک کی قدر دانی کا جو حق تھا وہ ادا کرنا تو درکنار، بلکہ وہ اذیت ناک مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں جن کا ہم لوگ اپنے بچپن میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، اچھے خاصے مسلم اکثریت کے علاقوں میں مسجدوں کے باہر دن میں ہولٹوں میں اللہ کی رحمت کی ناقدری، ہمارے بھائی کھلے عام روزہ خوری کر کے اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں، مگر اس کے باوجود مسجدیں بھر جاتی ہے، جو لوگ عام دنوں میں مسجد کا راستہ بھول جاتے ہیں، وہ ماہ مبارک میں پابندی سے جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں، گھروں میں رکھے ہوئے قرآن مجید جن سے بعض گھروں میں پورے سال دھول بھی نہیں جھاڑی جاتی، ان گھروں میں بھی کچھ نہ کچھ قرآن مجید کی تلاوت ہونے لگتی ہے، وہ رمضان حافظ جس کا رشتہ قرآن مجید سے گیارہ مہینے کٹا رہا، وہ بھی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے یاد کرنے اور ایک دوسرے سے دُور کرنے میں مصروف دکھائی دیتے ہیں، وہ لوگ جو غیر رمضان میں روزے کا تصور بھی نہیں کر پاتے اللہ کے کرم سے ان میں سے بہت سے لوگ سخت خشک اور گرم موسم میں روزہ کی پابندی کرتے ہیں، جن کے گھروں کے چولہے گھر کے باہر کے لوگوں کے لئے بے فیض ہوتے ہیں، کچھ نہ کچھ افطار کے وقت مسجد کے روزہ داروں یا پڑوس اور رشتہ داروں کے لئے ان کے یہاں سے بھی خوان لگا کر ہدیہ ہوتے دکھائی دیتا ہے، غریب

مغفرت اور تقویٰ کمانے، کم وقت میں بڑے اجر و ثواب حاصل کرنے اور اپنے ظاہر و باطن سے گناہ و گندگی، میل کچیل اور کمزوری دور کر کے اپنی زندگی کا جزل اور ہال کرنے کے لئے رکھا ہے، ان تمام راتوں اور مہینوں میں ایک وہ مہینہ ہے جو چند روز میں آنے ہی والا ہے رمضان کا مہینہ، جس کو ہدایت کا، رحمت کا، مغفرت و تقویٰ حاصل کرنے کا اور نیکیاں اور اجر و ثواب کمانے کا موسم بہار بنایا گیا ہے، جس میں اپنے بھلے برے کی فکر رکھنے والے اور اپنے لئے نیکیاں کما کر اپنی آخرت بنانے والے آدمی کے لئے انتہائی سازگار اور کمائی کا ماحول اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمایا جاتا ہے، مگر صادق ﷺ کا قول ہے:

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے شب قدر جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام، یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔

جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں کسی فرض کو ادا کیا، اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے، وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرائے، اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کے مانند اس کو ثواب ہوگا، مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص تو اس اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے، تو آپ نے فرمایا کہ پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں، یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور

کائنات میں علیم و حکیم اور خیر رب نے انسانی فطرت کے لحاظ سے موزوں ترین نظام بنایا، ہر چیز کے لئے ایک سیزن اور موسم، ایک وقت اور مقدار معین کے لئے طے فرمایا، کبھی گرمی کبھی سردی کبھی برسات، ان موسموں کے لحاظ سے ان سے مناسبت رکھنے والی اشیاء، اناج، پھل، سبزیاں، دوائیں اور ہر چیز کو سیزن اور موسم کے لحاظ سے ان کی بہتات کا نظام بنایا، ذرا تصور کیجئے، اگر گرمی کا موسم ہمیشہ رہے، تو انسان کتنا پریشان ہو جائے، اور سردی کا موسم متواتر ایک سارے طے تو ہمارا کیا حال ہو جائے، اور خشکی سال بھر رہے تو زندگی کتنی مشکل ہو جائے، اور اگر پورے سال برسات ہی ہوتی رہے، تو انسان کتنی مشکل میں پڑ جائے۔

پھر تکوینی طور پر احکم الحاکمین کی طرف سے ان موسموں کی تبدیلی کے ساتھ پھل سبزی اناج وغیرہ کا موسم اور سیزن بدلنے کے ساتھ ان پھلوں سبزیوں اناج اور دواؤں کا کام کرنے والے تاجروں اور کاروباریوں کی ساری زندگی ان موسموں اور سیزنوں سے وابستہ رہتی ہے، ان موسموں میں صحت اور بیماریوں کے لحاظ سے بھی لوگوں کے سیزن اور موسم ہوتے ہیں، اسی طرح ڈاکٹروں، تاجروں اور کسی بھی طرح کا کام کرنے والوں یہاں تک کہ ملازموں اور مزدوروں کو بھی اپنے اپنے کمانے کے سیزن اور موسم کا انتظار رہتا ہے، اپنے تجارتی سیزن سے جو کاروباری فائدہ اٹھا لیتے ہیں وہ پورے سال موج کرتے ہیں، اور اپنے سیزن میں حاصل کی ہوئی کمائی کا لطف لیتے ہیں، اور جو کاروباری سستی اور کسی مجبوری کی وجہ سے اس کمائی کا سیزن گنوا دیتے ہیں وہ پورے سال اور کبھی کبھی پوری زندگی کف افسوس ملتے اور پچھتاتے رہتے ہیں کہ ایسا شاندار سیزن اس سال آیا مگر میں فائدہ نہیں اٹھا سکا۔

رب کریم کی رحمت کے قربان کہ احسن الحاقین رب کائنات نے ہمارے لئے سال کے مختلف ایام میں سے کچھ ایام اور راتوں میں سے کچھ راتیں اور مہینوں میں سے ایک مہینہ نیکیوں و رحمت و



فرماتے تھے، اس سے بڑھ کر یہ کہ ماہ شعبان کو ماہ مبارک کی تیاری کے طور پر گزارتے تھے، اور رحمت خداوندی کے اس موسم بہار کی قدر دانی کے لئے گویا ماہ شعبان میں ریہرسل فرماتے تھے، حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ماہ شعبان میں مسلسل اس طرح روزے رکھتے تھے کہ میں خیال کرتی تھی کہ شاید پورے شعبان میں ایک روز بھی افطار نہیں کریں گے۔ بس ماہ مبارک سے متصل بالکل اخیر میں افطار فرماتے تھے، اور پورے سال کے برے بھلے نتائج کو ماہ رمضان کی کمائی پر منحصر فرماتے تھے۔

آئیے ہدایت کے اس موسم بہار کی آمد کو ہم بھی غنیمت سمجھیں، اور اپنی آئندہ کی زندگی کو بنانے اور اپنے دعوتی اہداف کی منظوری کرانے اور اپنے احباب و متعلقین اور اعزاء کو انسانیت کی ہدایت کے عظیم منصب کی توفیق مانگنے (جس کو دے کر ہمیں خیر امت کے عظیم لقب اور اعزاز سے نوازا گیا) اور اللہ سے قبول کروانے کا سیزن سمجھ کر، ماہ مبارک کی قدر دانی کے لئے کمر بستہ ہوں، اور ایک داعی امت کا فرد اور ختم نبوت کے صدقہ میں خیر امت کا عظیم منصب رکھنے والی امت کا ایک سپاہی بن کر اس کی کوشش کریں کہ اپنے گرد و نواح اور اپنے زیر اثر افراد میں ماہ مبارک اور ہدایت کے سیزن اور موسم بہار سے فائدہ اٹھانے اور قدر دانی کے لئے ہم اپنی ذمہ داری ادا کریں گے، کم از کم اس کی تو ہم سبھی آخری درجہ میں کوشش کریں کہ ماہ مبارک کے اس جو دو عطا کے سیزن اور موسم میں ہم کھلے عام روزہ خوری، اور دن میں ہوٹلوں میں بے شرمی سے ماہ مبارک کی بے حرمتی کر کے اللہ کی جود و عطا کے بجائے اللہ کے غضب کو بھڑکانے والے کاموں سے اپنے گرد و نواح کے لوگوں کو بچانے اور باز رکھنے کی کوشش کریں گے۔

آئیے، اس ماہ مبارک کے قدر دانوں میں شامل ہونے کی کوشش کرنے والوں میں اپنا نام لکھوانے کے لئے ہم چند موٹے موٹے مندرجہ ذیل کام کریں، کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس ماہ

مبارک کے قدر دانوں میں شامل فرما کر اپنی رحمت اور ہدایت اور نعمت مغفرت سے مالا مال فرمادیں۔

☆ ہر مسلمان اپنے کو غلام سمجھ کر ایک ضرورت مند اور محتاج غلام کی طرح اس جشن شاہی کا انتظار کرے، اور اپنے گھر اپنے محلے اور اپنے دوستوں کی مجلسوں میں خوشی خوشی اس کا ذکر شروع کر دے، یہ ذکر اس طرح ہو کہ اس سے ماہ مبارک کی آمد پر خوشی کا اظہار ہوتا ہو، مثلاً ماشاء اللہ رمضان آ رہا ہے، انشاء اللہ وہ بہت سے خیر کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنے گا رمضان سے پہلے اس کی آمد کا ذکر اور اس کے فضائل و اعمال کا ذکر کرنا خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا تا کہ پہلے ہی دن سے اس مبارک ماہ کی قدر کی جاسکے۔

☆ رمضان کے اعمال، تلاوت اور اذکار وغیرہ کے لئے وقت کو فارغ کرنے کی سعی کرے، بہت سے ایسے کام جو ماہ مبارک سے پہلے پورے کئے جاسکتے ہیں ان کو مکمل کر لے تا کہ کچھ وقت نوافل، ذکر و تلاوت کے لئے فارغ کیا جاسکے۔

☆ بہت احتیاط کے ساتھ، کم از کم اس ماہ مبارک کے لئے حلال روزی کا انتظام کرے، اگر خدا نخواستہ ہم کسی ایسے روزگار سے متعلق ہیں جو شرعی اعتبار سے غلط یا مشتبہ ہے اور دوسرا روزگار نہیں مل پارہا ہے یا اس میں تاخیر ہو رہی ہے، تو ماہ مبارک کے لئے کہیں سے کم از کم حلال قرض لے لیں، اور حلال غذا کا ہی استعمال کرے۔

☆ ماہ مبارک کے لئے ہم اپنی سہولت کے لئے پہلے سے نظام الاوقات طے کر لیں مثلاً تلاوت کے لئے ایک مقدار طے کر لیں کہ مجھے اتنی تلاوت ضرور کرنی ہے، اتنا کلمہ طیبہ ضرور پڑھنا ہے، اتنا استغفار روزانہ کرنا ہے، اتنا وقت دعا کے لئے خاص کرنا ہے، یہ مہینہ اللہ کے یہاں قبولیت کا ہے، جب ہمارے سارے کام بننے کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے، تو پھر منظوری کے جشن کا یہ زمانہ ہاتھ سے جانے دینا محرومی کی بات ہے، دعا میں دل لگنے اور باب دعا



## مسلم سماج کے ذمہ

مولانا اعجاز ثاقب عمری بنگلور: 9448324654

فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُنْكَرِ كَيْنَ (94)  
 اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (95)  
 الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (96)  
 وَلَقَدْ نَعَلْنَاكَ أَنْتَ كَمَا يَصِفُكَ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (97)  
 فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (98)  
 وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْبَقِيَّةُ (99)

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے امت مسلمہ کے ذمہ پوری انسانیت کی خیر خواہی رکھی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کی جہری ذمہ داری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم تمہارے خلاف مذاق کرنے والوں سے نمٹ لیں گے، کہ جو سماج اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ حقیقت جان ہی لے گا۔ جہاں اللہ نے دین کے ساتھ مذاق کرنے والوں کے ان کے انجام سے نبی کو واقف کروایا، وہیں اللہ نے دعوت کی ذمہ داری کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ہدایات بھی دی ہیں: مثلاً اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ ان کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ سے دل بیزار نہ ہوں، بلکہ اس مشکل گھڑی میں تم اللہ کی ربوبیت کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیا کرو، نیز اللہ کی خصوصی مدد طلب کرنے کے لئے سجدے میں گر جاؤ، بلکہ موت تک اپنے رب کی عبادت کیا کرو۔

الغرض مذکورہ بالا آیات میں اللہ نے مسلم سماج کو مشکل دور میں کچھ ہدایات دی ہیں، جن میں قابل ذکر یہ ہیں:

- (1) غیر مسلم کو دعوت دینے میں تیزی لائیں۔
- (2) باطل پر زیادہ توجہ نہ دیں۔
- (3) اللہ پر بھروسہ رکھیں۔
- (4) مایوسی سے بچیں۔

(5) اللہ کا بھی منسوبہ ہوتا ہے۔

(6) اللہ کی تسبیح کیا کرو۔

(7) اللہ کی ربوبیت (تدبیر) پر اعتماد کرو۔

(8) اللہ کی تعریف بلند کرو۔

(9) اللہ سے مدد طلب کرو۔

(10) کثرت سے سجدے کرو۔

(11) عبادات میں آگے بڑھو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بھی اسلام دشمن سازشیں مسلمانوں کے درپے آئیں تو:

- (الف) ہمیں اللہ سے تعلق بڑھانا پڑے گا اور (با) دعوت کے ماحول کو بنائے رکھنے کے لئے حسن تدبیر اپنانا پڑے گی۔ اس کیلئے (ج) سلیم الفطرت لوگوں کا ساتھ دینا اور ان کا ساتھ لینا پڑے گا۔ (د) مسلم اور غیر مسلم سماج کو باہمی خوشگوار ماحول کی فکر کرنی پڑے گی۔ (ه) حلف الفضول / میثاق مدینہ / صلح حدیبیہ کو دوبارہ زندہ کرنا پڑے گا۔ (و) ظالم اور مظلوم کی پہچان کرنے کے بعد سازشی لوگوں سے چوکنار رہنا اور سماج کو چوکنار رکھنا پڑے گا۔ (ز) محلّہ واریا مسجد وار مسلم اور غیر مسلم دونوں پر مشتمل مشترکہ امن کمیٹی قائم کرنی پڑے گی۔ اور (ح) احتیاطاً اس کی قیادت علماء دین کو کرنی پڑے گی، یا ان کی نگرانی میں یہ کمیٹی قائم ہوگی۔

- (ط) مسلمانوں میں غیر مسلموں کی مہمان نوازی کا مزاج بنانا پڑے گا۔ (ی) مسلم سماج سے اگر کسی غیر مسلم کو تکلیف پہنچے تو مسلمان اس مسئلہ کو حل کرے گا۔ (ک) جہاں مسلمان اپنی برادری کی فکر کرتا ہے وہیں غیر مسلم کے سماجی مسائل کے حل کی بھی فکر کرے گا۔ (ل) غیر مسلم کے گھریلو مسائل کے حل کے لئے اہل مساجد سامنے آئیں گے۔ (م) تدبیریں اپنی جگہ ہیں مگر ہمیں نتائج کو اللہ کے حوالے کر دینے کے بعد کثرت سے دعاؤں کا اہتمام کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ملک کے ماحول کو صرف اور صرف اللہ کی ذات بدل سکتی ہے۔

# روزہ دار کی پانچ خصوصیات

مولانا محمد الیاس گھمن

بندے خود سے مشقتوں کو دور کر کے تیرے اندر آنے والے ہیں۔ اس میں سرکش شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے وہ رمضان میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے جن برائیوں میں رمضان کے علاوہ میں پہنچ سکتے ہیں۔ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یہ مغفرت والی رات شب قدر ہی ہے نا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ کہ دستور دنیا یہی ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔

## روزہ دار کے منہ کی بو

اللہ کریم کا کرم دیکھئے کہ روزہ دار کا معدہ خالی ہونے کی وجہ سے اس سے جو ایک بو اٹھتی ہے اللہ کریم کو وہ مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں روزہ دار کو ایسی خوشبو عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ کو فرحت بخشنے والی ہوگی۔

## مسواک کریں

یہاں ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو سے مراد دانتوں اور مسوڑھوں سے آنے والی بد بو نہیں بلکہ یہ معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے۔ بعض لوگ اس بارے میں ایک غلطی کرتے ہیں کہ وہ روزے میں مسواک کرنا چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں منہ کی بو زائل نہ ہو جائے۔ یہ قطعاً غلط بات ہے۔ روزہ کی حالت میں مسواک ضرور کرنی چاہیے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا أَحْصَى وَلَا أَعَدُّ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برس رہی ہیں، ان لوگوں کی خوش لیبی کے کیا کہنے جو ماہ رمضان میں اللہ کی رحمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں، یہ ایسا مبارک مہینہ ہے جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَتْ أُمَّتِي خَمْسَ خِصَالٍ فِي رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهَا أُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكَ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُفْطَرُوا، وَيَزِينُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ ثُمَّ يَقُولُ بُوشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُونَ أَنْ يُلْقُوا عَنْهُمْ الْمَسْئُونَةَ وَالْأَذَى وَيَصِيرُوا إِلَيْكَ، وَيَصْفَدُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ فَلَا يَخْلُصُوا إِلَى مَا كَانُوا يَخْلُصُونَ إِلَيْهِ فِي غَيْرِهِ، وَيُعْفَرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ. [مسند احمد، الرقم: 7917]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو بطور خاص رمضان میں پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو پہلی امتوں کو نصیب نہیں ہوئیں: اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ سے آنے والی بو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ داروں کی بخشش کے لیے دریا کی مچھلیاں افطار کے وقت تک اللہ سے دعا مانگتی رہتی ہیں۔ روزہ داروں کے لیے روزانہ جنت کو سجایا اور آراستہ کیا جاتا ہے اللہ رب العزت جنت سے فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک

کی خباث کا اثر ہوتا ہے اور سال بھر میں گناہوں کی کثرت کی وجہ سے دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے اور بعض گناہ دل کی سیاہی کی وجہ سے طبیعت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر گناہ شیاطین کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ کبھی گناہوں کا سبب نفس بھی ہوتا ہے۔ اس لیے صوفیاء و مشائخ کی سخت نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔

### آخری رات میں بخشش

رمضان المبارک کی آخری رات بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اس رات میں اللہ رب العزت روزہ داروں کی بخشش فرماتے ہیں مہینہ بھر روزہ رکھنے کا انعام عطا فرماتے ہیں۔ لیکن ہم اس رات موج مستی اور خرید و فروخت میں مصروف ہوتے ہیں، حالانکہ یہی تو وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ سے اپنی بخشش کرائی جائے، اپنے لیے مغفرت کا فیصلہ کرایا جائے۔

اے کاش! ہمیں اس بات کا احساس ہو سکے کہ ہم کتنی بڑی دولت اپنے ہاتھ سے ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تمام خصوصیات عطا فرمائے اور اس رمضان میں ہماری بخشش کا فیصلہ فرمادے۔

آمین یا رب الصائمین بجاہ سید الصائمین صلی اللہ علیہ وسلم

## ماہ رمضان

بے زبانوں کو جب وہ زبان دیتا ہے  
پڑھنے کو پھر وہ قرآن دیتا ہے  
بخشش پہ آتا ہے جب امت کے گناہوں کو  
تحفہ میں گنہ گاروں کو رمضان دیتا ہے

☆

اُو گناہ گارو! توبہ کا در کھلا ہے  
موقع یہ قیمتی ہے، قسمت سے مل گیا ہے  
گنتی کے چند دن ہیں جانو انہیں غنیمت  
محروم جو بھی ہوگا پھولے گی اس کی قسمت

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَسَوَّكَ وَهُوَ صَائِمٌ.

اسنن الکبریٰ للبیہقی، باب السواک للصائم، الرقم: 8585  
ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں کثرت سے مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا.  
(اسنن الکبریٰ للبیہقی، باب تاکید السواک، الرقم: 162)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا فضیلت والی ہے۔

### روزہ دار کے لیے دعا

حدیث مبارک میں خود روزہ دار کی دعا کی بھی قبولیت کا تذکرہ ہے، لیکن قربان جائیے کہ روزہ دار کے لیے دریاؤں کی مچھلیاں تک دعائیں کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں، اللہ کے ہاں روزہ دار کی محبوبیت بروجر تک پھیل جاتی ہے۔

### جنت کا آراستہ ہونا

جنت اگرچہ خود بہت خوبصورت ہے لیکن اس کے باوجود روزہ دار کے اعزاز و اکرام کے لیے اسے مزید سجایا جاتا ہے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان میں اللہ کو راضی کر کے اپنے لیے جنت واجب کر لیتے ہیں۔

### سرکش شیاطین کا قید ہونا

آپ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لیجیے کہ رمضان شروع ہوتے ہی ساری دنیا میں مساجد آباد ہونا شروع ہو جاتی ہیں، سحر و افطار، روزہ، تراویح، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، صدقہ و خیرات اور دیگر عبادات میں لوگ مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ سرکش شیاطین قید ہو جاتے ہیں۔ باقی جو کچھ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نفس

# ماہ مبارک کی ڈائری

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم بقدر امکان روزہ توڑنے سے بچیں، ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر روزہ رکھنا فرض ہے، اس سے صرف حیض و نفاس سے دو چار عورتیں، مسافر، بہت بوڑھے اور مریض جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے مستثنیٰ ہیں، اگر ان اعذار کے نہ ہونے کے باوجود کوئی شخص روزہ توڑے یا روزہ نہ رکھے تو سخت گناہ گار ہے اور اتنا بڑا محروم ہے کہ ارشاد نبوی کے مطابق اگر رمضان المبارک کے ایک روزہ کے بدلے سال بھر بھی روزہ رکھتا رہے، تو اس ایک روزہ کے توڑنے کی تلافی نہ ہو سکے، اس لئے کسی شرعی عذر کے بغیر روزہ توڑنے سے پوری طرح پرہیز کیجئے۔

رمضان المبارک کا دوسرا عمل نماز تراویح کا اہتمام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دنوں مسجد نبوی میں یہ نماز ادا فرمائی ہے، پھر اس اندیشہ سے مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنا چھوڑ دیا کہ کہیں یہ نماز اُمت پر فرض نہ ہو جائے کہ اگر ایسا ہوا تو یہ اُمت کے لئے باعث مشقت ہوگا، امام ابوحنیفہ، مالک، امام شافعی اور امام احمد اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کی نماز بیس رکعت ہے، نیز حضرت عمر فاروق کے زمانہ سے لے کر آج تک حرمین شریفین میں بیس رکعت تراویح کا معمول رہا ہے، اس لئے مسنون یہی ہے کہ بیس رکعت تراویح ادا کی جائے، بعض اہل علم آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں، اس اختلاف رائے کو باہمی نزاع اور جھگڑے کا سبب نہ بنانا چاہئے، بلکہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو

ہم سب رمضان المبارک کا استقبال کرنے کو تیار ہیں اور خدا کی رحمتیں اس کے بندوں کی طرف متوجہ ہیں، جو وقت جتنا قیمتی ہوتا ہے اور جو چیز جتنی گراں قدر ہوتی ہے، اسی قدر اس کی حفاظت اور اس کے حقوق کی رعایت بھی ضروری ہوتی ہے، ریت کے تھیلے سر راہ رکھ دیئے جاتے ہیں اور سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی محفوظ مکان اور محفوظ جگہ میں رکھا جاتا ہے، تو آئیے ماہ مبارک کے لئے ایک نظام العمل بنائیے! اور اس نظام کے مطابق اپنا وقت گزارئیے! یہ نظام وقت کی حفاظت کرے گا، نیکیوں کی توفیق میں معاون ہوگا اور اس مہینہ کی سعادتوں اور برکتوں سے دامن مراد بھرنے کے لئے وسیلہ بنے گا۔

رمضان المبارک کا سب سے اہم عمل روزہ ہے، روزہ کیا ہے؟ خدا سے محبت اور اس کی خوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کی تربیت، اس بات کا اظہار کہ وہ رب کی چاہت کے آگے نفس کی چاہت کو قربان کر دے گا، وہ آخرت کی نعمتوں سے اپنے دامن طلب کو سرفراز کرنے کے لئے اپنے آپ کو دنیا کی شہوات و خواہشات سے بے نیاز کر لے گا، وہ اپنے نفس کے سرکش اور تیز گام گھوڑے کو اپنے قابو میں رکھے گا، کیوں کہ دنیا کی تمام لذتیں معدہ اور نفسانی جذبات کے گرد گھومتی ہیں، روزہ ان دونوں پر کنٹرول کرتا ہے، اور اس کنٹرول کے پیچھے کوئی ظاہری اور مادی طاقت نہیں ہے، صرف خدا کا خوف اور آخرت میں جواب دہی کا احساس ہے، جو روزہ دار کو کھانے پینے سے روکے ہوئے ہے، اس

ڈیڑھ گھنٹہ کا تلاوت کے لئے مخصوص کر لیجئے، ظہر کے بعد عصر کے بعد، سحری سے پہلے، یا فجر کے بعد، جو وقت مناسب حال ہو، عام طور پر نصف گھنٹہ میں تو ایک پارہ مکمل ہو ہی جاتا ہے، اس گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ میں کچھ وقت تلاوت کے لئے رکھیے اور باقی اوقات میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیجئے، جو ترجمہ مستند و معتبر ہو، اس سے قرآن سے آپ کا رشتہ مضبوط ہوگا۔

تلاوت قرآن مجید کے اس نظام کو رمضان المبارک تک محدود نہ کیجئے؛ بلکہ سال بھر کا معمول بنا لیجئے اور وقت اپنی سہولت سے طے کیجئے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا معمول روزانہ روزہ رکھنے اور پوری شب قرآن مجید کی تلاوت کا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی، آپ نے ان سے استفسار کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قرآن پڑھتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: ہاں! اے اللہ کے نبی! لیکن میرا ارادہ اس سے خیر اور نیکی ہی کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا کافی ہے، اور رہ گیا قرآن تو ہر ماہ میں ایک ختم کر لیا کرو، کہنے لگے کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیس دن میں ختم کر لو، میں نے عرض کیا: اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو ارشاد ہوا کہ سات دن میں ختم کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو؛ اس لئے کہ تم پر تمہاری بیوی کا، آنے والوں کا، اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۹۷۸)

رسول اللہ ﷺ کی اس ہدایت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ تلاوت قرآن مجید کی کیا اہمیت ہے، اور اسلام کا مزاج اعتدال بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی حسب سہولت مقدار کا انتخاب کرے لیکن ہمیشہ پڑھا کرے، شاید اسی سات دن کی مناسبت سے بعد کے اہل علم نے قرآن کو سات منزلوں پر تقسیم کر دیا ہے کہ روزانہ ایک منزل پڑھی جائے تو ہفتہ میں ایک بار ختم ہو جائے اور کچھ اور وقت گزرنے کے بعد لوگوں کی تن آسانی کو دیکھتے ہوئے

لوگ آٹھ رکعت پڑھنے والے ہوں، اگر امام بیس رکعت پڑھائے تو وہ آٹھ رکعتوں کے بعد الگ ہو جائیں اور اگر امام آٹھ رکعت پڑھتا ہو تو جو لوگ بیس رکعت پڑھنے والے ہیں، وہ امام کے پیچھے پڑھ کر باقی بارہ رکعت الگ پڑھ لیں، لیکن اس مسئلہ کو اُمت کے درمیان نزاع کا ذریعہ نہ بنائیں۔ ہاں! تراویح پڑھنے کا ضرور اہتمام کریں۔

کیوں کہ اس ماہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی مقدار بڑھ جایا کرتی تھی اور نماز تراویح کے ذریعہ یہ سنت پوری ہوتی ہے، بعض حضرات تراویح میں قرآن مجید مکمل ہونے کے بعد نماز تراویح کا اہتمام ہی ختم کر دیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے، کیوں کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور قرآن مجید کا مکمل کرنا مستحب ہے، نماز مستقل عمل ہے اور نماز میں قرآن مجید کی تکمیل ایک الگ عمل ہے۔

رمضان المبارک کا تیسرا اہم عمل قرآن مجید کی تلاوت ہے، اس ماہ میں نزول قرآن کا آغاز ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے، گو یا ماہ رمضان نزول قرآن کی یادگار اور اس کی سال گرہ ہے، تلاوت قرآن کی اہمیت کا حال یہ ہے کہ اس کتاب کے ایک حرف کو پڑھنے پر بھی دس نیکیاں حاصل ہوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھنے والوں کو اہل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندے قرار دیا ہے:

اهل القرآن هم اهل الله و خاصته (الترغیب والترہیب: ۵۴/۲) قرآن والے لوگ اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہوتے ہیں

یہ قرآن قیامت کے دن قرآن والوں کے لئے سفارشی بن کر کھڑا ہوگا: "القرآن شافع مشفع۔ اس لئے تلاوت قرآن مجید کا اہتمام تو ہمیشہ ہونا چاہیے، لیکن رمضان المبارک میں تلاوت کا خصوصی اہتمام مطلوب ہے، دن و رات میں سے کوئی وقت گھنٹہ،

تیس پارے کر دیئے گئے؛ تاکہ روزانہ ایک پارہ پڑھے تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مہینہ میں ایک ختم ہو جائے۔

رمضان المبارک کا چوتھا اہم عمل نفل نمازوں کا اہتمام ہے، ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق اس ماہ میں نفل عبادتوں کا اجر فرض عبادتوں کے برابر کر دیا جاتا ہے، اس لئے اس ماہ میں نفل نمازوں کا بھی خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

نفل نمازوں میں کچھ وہ ہیں جو متعین اوقات میں پڑھنے کی ہیں، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز زوال، اوایین، تہجد، سورج

نکلنے اور سورج ڈھلنے کے درمیانی وقت کو دو قسط : 4 حصوں میں تقسیم کر دیں، تو پہلا نصف اشراق کا وقت ہے اور دوسرا نصف صلاۃ الصبحی کا، جسے نماز چاشت بھی کہتے ہیں، ان نمازوں کو کم سے کم چار رکعت پڑھنا چاہئے، اس سے زیادہ پڑھنا چاہیں تو حسب سہولت ادا کر سکتے ہیں، جب آفتاب نصف آسمان پر ہو تو کسی نماز کا پڑھنا مکروہ ہے، اور حدیثوں میں اس کی صراحت موجود ہے، جب آفتاب مغرب کی طرف ڈھل جائے تو کراہت ختم ہو جاتی ہے، وقت مکروہ کے ختم ہونے کے بعد دو گانہ نفل ادا کرنا بھی حدیثوں میں منقول ہے، اسی کو شارحین حدیث نے ”صلوۃ الزوال“ سے تعبیر کیا ہے، مغرب کے بعد جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے وہ ”اوایین“ ہے، عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھ رکعت اوایین ادا کرنے کا معمول تھا۔

نماز عشاء اور فجر کے درمیان تہجد پڑھی جاتی ہے، نوافل میں یہ نماز فرض کے درجہ میں تھی، تہجد کی نماز چار رکعت سے سولہ رکعت تک پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، عام معمول آٹھ رکعت پڑھنے کا تھا، کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان میں ان تمام نمازوں کو پڑھیں، لیکن خاص کر تہجد کا اہتمام ضرور ہی کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد رمضان المبارک میں بہت طویل ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ صحابہ کو بعض دفعہ سحری چھوٹ جانے کا

اندیشہ ہوتا تھا، اور ماہ مبارک میں روزہ داروں کے لئے اس نماز کا ادا کرنا بھی آسان ہے، سحری کے لئے اٹھنے والے اگر سحری کھانے سے پہلے چند رکعتیں تہجد پڑھ لیں تو تہجد ادا ہو جائے گی، اسے بھی روزہ داروں کو اپنے معمول کا حصہ بنانا چاہئے۔

رمضان المبارک کا پانچواں خصوصی عمل ”دُعاؤں کا اہتمام“ ہے، رمضان اور حج یہ دو مواقع ایسے ہیں جن میں دُعاء کی قبولیت اور استجابت کے خصوصی اوقات کثرت سے ہیں، سحری کے وقت، افطار کے وقت، تلاوت قرآن کے بعد، آخری عشرہ کی طاق راتوں میں دُعاؤں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں؛ اس لئے رمضان المبارک میں دُعاؤں کا بھی معمول رکھنا چاہئے، اپنے لئے اپنے اعزہ کے لئے مرحومین کے لئے، پوری اُمت مسلمہ کے لئے اور دنیا و آخرت کے لئے، خدائے قدیر کے سامنے دست سوال پھیلا کر چاہئے، اور دُعا کے آداب کی پوری رعایت کرتے ہوئے اللہ سے مانگنا چاہئے، عام طور پر افطار کا وقت لوگ افطار کی تیاری اور انواع و اقسام کی غذائی اشیاء جمع کرنے میں صرف کر دیتے ہیں اور بیچاری خواتین کا تو پورا وقت محض پکوان تیار کرنے میں چلا جاتا ہے، یہ روزہ کی روح کے خلاف ہے۔

رمضان المبارک میں خاص طور پر انفاق کی ترغیب دی گئی ہے، انسان جب خود بھوکا اور پیاسا رہتا ہے تو دوسرے فاقہ کشوں کی بھوک و پیاس کا احساس بڑھ جاتا ہے، اسی لئے خاص طور پر رمضان المبارک میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرنے کی تلقین کی گئی ہے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انفاق تیز ہوا سے بھی زیادہ ہوتا تھا، خاص طور پر رمضان المبارک میں لوگوں کو افطار کرانے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت بیان فرمائی اور ارشاد ہوا کہ جو کسی روزہ دار کو افطار کرائے، افطار کرنے والے کے اجر میں کمی کئے بغیر افطار کرانے والے کو اس کے روزہ کے برابر اجر حاصل ہوگا۔

نماز عشاء اور فجر کے درمیان تہجد پڑھی جاتی ہے، نوافل میں یہ نماز فرض کے درجہ میں تھی، تہجد کی نماز چار رکعت سے سولہ رکعت تک پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، عام معمول آٹھ رکعت پڑھنے کا تھا، کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان میں ان تمام نمازوں کو پڑھیں، لیکن خاص کر تہجد کا اہتمام ضرور ہی کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد رمضان المبارک میں بہت طویل ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ صحابہ کو بعض دفعہ سحری چھوٹ جانے کا

اندیشہ ہوتا تھا، اور ماہ مبارک میں روزہ داروں کے لئے اس نماز کا ادا کرنا بھی آسان ہے، سحری کے لئے اٹھنے والے اگر سحری کھانے سے پہلے چند رکعتیں تہجد پڑھ لیں تو تہجد ادا ہو جائے گی، اسے بھی روزہ داروں کو اپنے معمول کا حصہ بنانا چاہئے۔

رمضان المبارک کا پانچواں خصوصی عمل ”دُعاؤں کا اہتمام“ ہے، رمضان اور حج یہ دو مواقع ایسے ہیں جن میں دُعاء کی قبولیت اور استجابت کے خصوصی اوقات کثرت سے ہیں، سحری کے وقت، افطار کے وقت، تلاوت قرآن کے بعد، آخری عشرہ کی طاق راتوں میں دُعاؤں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں؛ اس لئے رمضان المبارک میں دُعاؤں کا بھی معمول رکھنا چاہئے، اپنے لئے اپنے اعزہ کے لئے مرحومین کے لئے، پوری اُمت مسلمہ کے لئے اور دنیا و آخرت کے لئے، خدائے قدیر کے سامنے دست سوال پھیلا کر چاہئے، اور دُعا کے آداب کی پوری رعایت کرتے ہوئے اللہ سے مانگنا چاہئے، عام طور پر افطار کا وقت لوگ افطار کی تیاری اور انواع و اقسام کی غذائی اشیاء جمع کرنے میں صرف کر دیتے ہیں اور بیچاری خواتین کا تو پورا وقت محض پکوان تیار کرنے میں چلا جاتا ہے، یہ روزہ کی روح کے خلاف ہے۔

رمضان المبارک میں خاص طور پر انفاق کی ترغیب دی گئی ہے، انسان جب خود بھوکا اور پیاسا رہتا ہے تو دوسرے فاقہ کشوں کی بھوک و پیاس کا احساس بڑھ جاتا ہے، اسی لئے خاص طور پر رمضان المبارک میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرنے کی تلقین کی گئی ہے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انفاق تیز ہوا سے بھی زیادہ ہوتا تھا، خاص طور پر رمضان المبارک میں لوگوں کو افطار کرانے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت بیان فرمائی اور ارشاد ہوا کہ جو کسی روزہ دار کو افطار کرائے، افطار کرنے والے کے اجر میں کمی کئے بغیر افطار کرانے والے کو اس کے روزہ کے برابر اجر حاصل ہوگا۔

نماز عشاء اور فجر کے درمیان تہجد پڑھی جاتی ہے، نوافل میں یہ نماز فرض کے درجہ میں تھی، تہجد کی نماز چار رکعت سے سولہ رکعت تک پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، عام معمول آٹھ رکعت پڑھنے کا تھا، کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان میں ان تمام نمازوں کو پڑھیں، لیکن خاص کر تہجد کا اہتمام ضرور ہی کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد رمضان المبارک میں بہت طویل ہو جاتی تھی، یہاں تک کہ صحابہ کو بعض دفعہ سحری چھوٹ جانے کا

یہ ہے روزہ داروں کے لئے رمضان المبارک کا نظام العمل، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ دار اپنے آپ کو ہر طرح کے گناہ سے بچائے اور بالخصوص زبان کے گناہوں، غیبت، بہتان تراشی، جھوٹ، جھوٹی گواہی وغیرہ سے، کہ یہ روزہ کو ضائع کر دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے اور ان گناہوں سے نہ بچنے والے کے بارے میں فرمایا کہ انھیں محض بھوک و پیاس ہی حاصل ہوتی ہے:

کم من صائم ليس له إلا الجوع والعطش  
کتنے روزہ دار ہیں کہ انہیں بھوک و پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

آئیے! ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس مبارک مہینہ کو رمضان المبارک کے اس نظام العمل کے مطابق گزار رہے ہیں؟ اور نہیں، تو آنے والے دنوں کو اسی نظام کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں۔

عام طور پر یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ لوگ سیاسی لیڈروں کو، بڑے تاجروں اور کاروباریوں کو اور سماج کے خوش حال لوگوں کو افطار پر مدعو کرتے ہیں اور خود ان کے پڑوس میں جو غریب اور مفلوک الحال لوگ ہوتے ہیں ان کو پوچھتے تک نہیں، یہ اسلامی تعلیمات کی روح اور افطار کے سلسلہ میں جو ترغیب دی گئی ہے، اس کے مقصد کے خلاف ہے۔

دعوت افطار سبھوں کو دی جاسکتی ہے، مسلم ہو یا غیر مسلم، دولت مند ہو یا غریب، لیکن جو غرباء ہوں، ان کو ترجیح دینا چاہئے اور انھیں خاص طور پر مدعو کیا جانا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے بارے میں فرمایا کہ بدترین ولیمہ وہ ہے جس میں مالداروں کو بلا یا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم صرف ولیمہ کے لئے مخصوص نہیں تھی؛ بلکہ اس کا مقصد اس دین کے مزاج و مذاق کو بتانا اور زندگی کے تمام مواقع پر اس اصول کو برتنا ہے۔

## رمضان سے پہلے رمضان کی تیاری کر لیجیے!

انٹرنیٹ سے احتراز	مصرفیات میں کمی	تہجد کی عادت
نظام الاوقات	عبادات کا اہتمام	وقت کے ضیاع سے اجتناب
صدقہ کی عادت	تلاوت قرآن	کاموں کی تنظیم
رمضان سے پہلے خریداری	مسجد میں ٹھہرنے کی عادت	بچوں کو صدقہ دینے کی عادت
قیلولہ کا اہتمام	نیند کے اوقات میں کمی	گزشتہ روزوں کی قضا
روزوں کے مسائل سے واقفیت	سگریٹ نوشی سے احتراز	رمضان کے لیے ذہن سازی
نیت کی درستگی	اخلاقی درستگی	دعاؤں کی کثرت
دوسروں کو بھی ان امور کی دعوت	توبہ میں جلدی کرنا	دل کو اللہ تعالیٰ کیلئے فارغ کرنا

# قرآن اور رمضان کے درمیان چند مشترک خصوصیات

اور دونوں کا خاص تعلق  
ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا، میری شفاعت قبول کر لیجئے، پس دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والمجاہد وقال صحیح علی شرط مسلم)

تیسری خصوصیت جو رمضان اور قرآن دونوں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے وہ قرب الہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کے وقت اللہ تعالیٰ سے خاص قرب حاصل ہوتا ہے، ایسے ہی روزہ دار کو بھی اللہ تعالیٰ کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے کہ روزہ کے متعلق حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں خود ہی روزہ کا بدلہ ہوں۔ طوالت سے بچنے کے لئے قرآن و رمضان کی صرف تین مشترک خصوصیات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

ماہ رمضان کا قرآن کریم سے خاص تعلق

قرآن کریم کو رمضان المبارک سے خاص تعلق اور گہری خصوصیت حاصل ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں اس کا نازل ہونا، حضور اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا شغل نسبتاً زیادہ رکھنا، حضرت جبریل علیہ السلام کا رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ کو قرآن کریم کا دور کرنا، تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا، صحابہ کرام اور بزرگان دین کا رمضان میں تلاوت کا خاص اہتمام کرنا، یہ سب امور اس خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ لہذا اس ماہ میں کثرت سے تلاوت قرآن میں مشغول رہنا چاہئے

ماہ رمضان کا قرآن کریم سے خاص تعلق ہونے کی سب سے بڑی دلیل قرآن کریم کا ماہ رمضان میں نازل ہونا ہے۔ اس مبارک ماہ کی ایک بابرکت رات میں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے سماء دنیا پر

ماہ رمضان کے روزے رکھنا ہر مسلمان، بالغ، عاقل، صحت مند، مقیم، مرد و عورت پر فرض ہے، جس کی ادائیگی کے ذریعہ خواہشات کو قابو میں رکھنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور وہی تقویٰ کی بنیاد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ (سورۃ البقرۃ ۱۸۳)

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ میں اشارہ ہے کہ زندگی میں تقویٰ پیدا کرنے کے لئے روزہ کا بڑا اثر ہے۔ اسی ماہ مبارک کی ایک بابرکت رات میں قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم سماء دنیا پر نازل ہوئی، جس سے استفادہ کی بنیادی شرط بھی تقویٰ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے متقیوں یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے۔ غرض رمضان اور روزہ کے بنیادی مقاصد میں تقویٰ مشترک ہے۔

قرآن اور رمضان کے درمیان چند مشترک خصوصیات

قرآن اور رمضان کی پہلی اہم مشترک خصوصیت تقویٰ ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں ذکر کیا گیا۔ دوسری مشترک خصوصیت شفاعت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ اور قرآن کریم دونوں بندہ کے لئے شفاعت کرتے ہیں روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روک رکھا، میری شفاعت قبول کر لیجئے، اور قرآن کہتا ہے کہ یا

قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا اور تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں قرآن مکمل نازل ہوا۔ قرآن کریم کے علاوہ تمام صحیفے بھی رمضان میں نازل ہوئے جیسا کہ مسند احمد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مصحف ابراہیمی اور تورات و انجیل سب کا نزول رمضان میں ہی ہوا ہے۔ نزول قرآن اور دیگر مقدس کتب و صحائف کے نزول میں فرق یہ ہے کہ دیگر کتابیں جس رسول و نبی پر نازل ہوئیں ایک ساتھ ایک ہی مرتبہ میں، جبکہ قرآن کریم لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر رمضان کی مبارک رات یعنی لیلة القدر میں ایک بار نازل ہوا، اور پھر تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوتا رہا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں اتارا ہے، یعنی قرآن شریف کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اس رات میں اتارا ہے۔ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے، یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے، کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی ہزار مہینوں تک عبادت کرنے کا جتنا ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر کی عبادت کا ہے اور کتنا زیادہ ہے؟ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس رات میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ اور یہ خیر و برکت فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا اور تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں قرآن مکمل نازل ہوا۔ قرآن کریم کے علاوہ تمام صحیفے بھی رمضان میں نازل ہوئے جیسا کہ مسند احمد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مصحف ابراہیمی اور تورات و انجیل سب کا نزول رمضان میں ہی ہوا ہے۔ نزول قرآن اور دیگر مقدس کتب و صحائف کے نزول میں فرق یہ ہے کہ دیگر کتابیں جس رسول و نبی پر نازل ہوئیں ایک ساتھ ایک ہی مرتبہ میں، جبکہ قرآن کریم لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر رمضان کی مبارک رات یعنی لیلة القدر میں ایک بار نازل ہوا، اور پھر تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوتا رہا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں اتارا ہے، یعنی قرآن شریف کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اس رات میں اتارا ہے۔ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے، یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے، کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی ہزار مہینوں تک عبادت کرنے کا جتنا ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر کی عبادت کا ہے اور کتنا زیادہ ہے؟ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس رات میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ اور یہ خیر و برکت فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

سورة اعلق کی ابتدائی چند آیات (اَقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ....) سے قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد آنے والی سورة القدر میں بیان کیا کہ قرآن کریم رمضان کی بابرکت رات میں اترا ہے، جیسا کہ سورة الدخان کی آیت ۳ (اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ ہم نے اس کتاب کو ایک مبارک رات میں اتارا ہے)۔ اور سورة البقرہ کی آیت: ۱۸۵ (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي اُنزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ رَمَضَانَ مَا هِيَ وَهِيَ حَسْبُ مِثْلِ قُرْآنِ

کے مبارک مہینے میں ختم قرآن کریم کے اتنے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہذا اس مبارک مہینے میں زیادہ سے زیادہ اپنا وقت قرآن کریم کی تلاوت میں لگائیں۔ نماز تراویح کے پڑھنے کا اہتمام کریں اور اگر تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کیا جائے تو بہت بہتر و افضل ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کے نازل شدہ حصوں کا دور کرتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس سال آپ ﷺ نے دوبار قرآن کریم کا دور فرمایا۔ ماہ رمضان کے بعد بھی تلاوت قرآن کا روزانہ اہتمام کریں، نیز علماء کرام کی سرپرستی میں قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم میں وارد احکام و مسائل کو سمجھ کر ان پر عمل کریں اور دوسروں تک پہنچائیں۔ اگر ہم قرآن کریم کے معنی و مفہوم نہیں سمجھ پارہے ہیں، تب بھی ہمیں تلاوت کرنا چاہئے کیونکہ قرآن کی تلاوت بھی مطلوب ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک حرف قرآن کریم کا پڑھے اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اتم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔ (ترمذی)

تلاوت قرآن کے کچھ آداب ہیں جن کا تلاوت کے وقت خاص خیال رکھا جائے تاکہ ہم عند اللہ اجر عظیم کے مستحق بنیں۔ تلاوت چونکہ ایک عبادت ہے لہذا ریاضت و شہرت کے بجائے اس سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب و مقصود ہو، نیز وضو و طہارت کی حالت میں ادب و احترام کے ساتھ اللہ کے کلام کی تلاوت کریں۔ تیسرا اہم ادب یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اچھی آواز میں تجوید کے قواعد کے مطابق تلاوت کریں تلاوت قرآن کے وقت اگر آیتوں کے معانی پر غور و فکر کر کے پڑھیں تو بہت ہی بہتر ہے۔ قرآن کریم کے احکام و مسائل پر خود بھی عمل کریں اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

(مسلم، الترغیب فی صلاۃ التراویح) صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات میں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں نماز تراویح جماعت سے پڑھنے کا کوئی اہتمام نہیں تھا، صرف ترغیب دی جاتی تھی اور انفرادی طور پر نماز تراویح پڑھی جاتی تھی۔ البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یقیناً تبدیلی ہوئی، اس تبدیلی کی وضاحت محدثین، فقہاء اور علماء کرام نے فرمائی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے پورے رمضان باجماعت نماز تراویح شروع ہوئی، نیز قرآن کریم ختم کرنے اور رمضان میں وتر باجماعت پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ سعودی عرب کے نامور عالم، مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے (سابق) قاضی شیخ عطیہ محمد سالم (متوفی ۱۹۹۹ء) نے نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی زبان میں ایک کتاب (التراویح اکثر من الف عام فی المسجد النبوی) تحریر کی ہے جو اس موضوع کے لئے بے حد مفید ہے۔

### اسلاف کا ماہ رمضان میں تلاوت قرآن کا خاص اہتمام

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رمضان المبارک میں قرآن کریم کے ساتھ خصوصی شغف رکھتے تھے۔ بعض اسلاف و اکابرین کے متعلق کتابوں میں تحریر ہے کہ وہ رمضان المبارک میں دیگر مصروفیات چھوڑ کر صرف اور صرف تلاوت قرآن میں دن و رات کا وافر حصہ صرف کرتے تھے۔ امام مالک جنہوں نے حدیث کی مشہور کتاب مؤطا مالک تحریر فرمائی ہے، جو مشہور فقیہ ہونے کے ساتھ ایک بڑے محدث بھی ہیں لیکن رمضان شروع ہونے پر حدیث پڑھنے پڑھانے کے سلسلہ کو بند کر کے دن و رات کا اکثر حصہ تلاوت قرآن میں لگاتے تھے۔ اسلاف سے منقول ہے کہ وہ ماہ رمضان اور خاص کر آخری عشرہ میں تین دن یا ایک دن میں قرآن کریم مکمل فرماتے تھے۔ رمضان



## آیا ماہ صیام

جناب قیصر صدیقی سمستی پوری

جگمگ جگمگ صبحیں ہیں اور روشن روشن شام  
مسجد مسجد چھلک رہا ہے نورِ خدا کا جام

..... آیا ماہ صیام

ماہ مکرم لے کے آیا رحمت کی سوغاتیں  
جنت سے ہوتی ہیں زمیں پر پھولوں کی برساتیں  
نورانی ہیں دن بھی اس کے نورانی ہیں راتیں  
کتکتی اچھی کتنی پیاری مہماں کی ہیں باتیں  
روزہ داروں کو بخشا ہے قدرت نے انعام

..... آیا ماہ صیام

سونے والو خواب سے جاگ سونے سے کیا حاصل  
دیکھو حق پر آنچ نہ آئے، توڑ دو زورِ باطل  
کب سے آوازیں دیتا ہے تم کو دین کا ساحل  
آؤ تم کو ڈھونڈ رہی ہے صبر و رضا کی منزل  
اقرا کی صورت میں آیا اللہ کا پیغام

..... آیا ماہ صیام

زبد و تقویٰ کا ہے زمانہ، سجدوں کا ہے موسم  
آنگن آنگن برس رہی رحمت کی بدلی جھم جھم  
فرقت نے جو زخم دیئے تھے ملا ہے اس کو مرہم  
فرش زمیں سے عرش بریں تک رنگ و نور کا عالم  
صاحبِ ایماں کی روجوں کو ملا ہے اب آرام

..... آیا ماہ صیام

گو دیسارے بلا رہی ہے رحمت اللہ اللہ  
رقصاں ہے کس ناز سے نورِ وحدت اللہ اللہ  
برس رہی ہے عرش بریں سے نعمت اللہ اللہ  
قیصر تم بھی آ کے بھرو اپنے دل کا جام

..... آیا ماہ صیام

ایک فرض کا درجہ 70 فرائض کے برابر اس ماہ میں ہو جاتا ہے۔  
(الترغیب والترہیب ج 2، ص: 217)

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں سرکش  
شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے  
بند کر کے جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے۔ (الترغیب  
والترہیب، ج 2، ص: 220، مصر)

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اللہ  
تعالیٰ نے پانچ چیزیں اس امت کو ایسی دی ہیں جو پہلے کسی بھی  
امت کو نہیں دیں۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔

1- روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی  
زیادہ پسندیدہ ہے۔

2- افطار کے وقت مچھلیاں ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتی  
ہیں۔

3- روزہ داروں کے لیے ہر روز جنت آراستہ کی جاتی ہے۔  
4- رمضان میں سرکش شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں تاکہ  
روزہ دار رمضان میں ان برائیوں تک نہ جا سکیں، جہاں عام دنوں  
میں جاتے ہیں۔

5- رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کر  
دی جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب ج 2، ص: 214، شرکتِ مصطفیٰ  
الباہی الحلمی مصر)

اس لیے اس ماہ مبارک کی دل و جان سے قدر کریں اور  
مذکورہ تمام فضائل حاصل کرنے کی فکر کریں۔ ورنہ گیا وقت ہاتھ  
نہیں آتا۔ جو کچھ حاصل کرنا ہے جلدی کر لیں۔ ورنہ آخرت میں  
پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔ اس مہینے کی بہت ساری ایسی خصوصیات  
ہیں جو صرف اسی کے ساتھ خاص ہیں، کسی دوسرے مہینے کو وہ  
خصوصیات حاصل نہیں۔

# زکاۃ اور اس کی حکمت

شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ قاسمی

اور آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں۔

جنت الفردوس کے وارث بننے والے مومنوں کی جو صفات اللہ نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک زکاۃ ادا کرنا ہے، فرمان الہی ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ (المومنون: 4)

یعنی اور جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں

زکاۃ مال کا شتر ختم کر دیتی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من أدى زكوة ماله فقد ذهب عنه شره جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کر دی، تو یقیناً اس سے اس مال کا شر چلا گیا۔ (صحیح الترغیب)

زکاۃ اموال کی حفاظت کا باعث ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَصَّنُوا اموالكم بالزكاة

زکاۃ کے ذریعہ اپنے اموال محفوظ کرو، (بخاری)

اور زکاۃ ادا نہ کرنے والے قحط سالی میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ولم يمنعوا زكوة أموالهم الا منعوا القطر في السماء (صحیح الترغیب)

جن لوگوں نے اپنے اموال کی زکاۃ روک لی، ان کے لئے آسمان سے بارش روک دی گئی۔

ایک انسان جب زکاۃ دیتا ہے تو اس کے انفرادی اور اجتماعی زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، انفرادی زندگی میں زکاۃ ادا کرنے سے روح کی صفائی ہوتی ہے، نفس کا تزکیہ ہوتا

زکاۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، جس کی فرضیت سن 2 ہجری میں ہوئی، اللہ پاک نے قرآن کریم میں 72 جگہوں پر زکاۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس سے مقصود اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے، اسلام کی تعلیم میں نماز کے ساتھ ساتھ جو فریضہ سب سے اہم نظر آتا ہے وہ زکاۃ ہے۔

اسلام میں زکاۃ کو ایمان اور تقویٰ کی علامت قرار دیا گیا ہے: چنانچہ فرمان الہی ہے:

وَاَكْتُبْنَا لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ اِنَّا هُنَا اِلَيْكَ، قَالَ عَدَايِي اُصِيبُ بِهِ مِنْ اَشْيَاءِ، وَرَحْمَتِي وَسَعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَا اَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ۔ الاعراف: 156

اور ہمارے لئے اس دنیا کی بھلائی بھی لکھ دیجئے اور آخرت کی بھی، ہم نے آپ کی طرف رجوع کر لیا، ”جواب میں ارشاد ہوا، ”سزا تو میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں، مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، اور اُسے میں اُن لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔“

نیز اس سے انحراف کو شرک اور انکارِ آخرت کی نشانی بتایا گیا ہے، فرمایا گیا:

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ۔ (حم السجدة: 6-7)

اور ایسے مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو زکاۃ نہیں دیتے



برابر بھی صدقہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو پاک مال کو ہی قبول فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اُسے بڑھاتا رہتا ہے، جس طرح تم میں سے ایک آدمی اپنے پچھڑے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور صحیح مسلم کی روایت ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ما نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ

”صدقہ کی وجہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔“

بخاری و مسلم کی روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی صبح بندوں پر ایسی نہیں گذرتی کہ دو فرشتے نہ اترتے ہوں جن میں ایک یہ کہتا ہے: اللھم اعط منفقاً خلفاً اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما، اور دوسرا یہ کہتا ہے: اللھم اعط ممسکاتلفاً ”اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر دے۔“

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گھر میں بکری ذبح کی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس میں سے کچھ بچا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس میں سے سوائے ایک دست کے کچھ نہیں بچا ہے۔ آپ نے فرمایا: سوائے دست کے سب کچھ بیچ گیا۔

ان سارے فوائد کے باوجود بھی اگر آدمی زکاۃ نہیں نکالتا تو اس کے لئے شریعت میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ جو مسلمان اُس کی فریضیت سے انکار کرتا ہو وہ یقیناً کافر اور مرتد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفِصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ۔ سورہ التوبہ 11

”پس اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور جاننے والوں کے لئے ہم اپنے احکام واضح کئے دیتے ہیں۔“

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

جاتا تھا اور پھر اسے مسلمانوں کے عام مفاد میں خرچ کر دیا جاتا، عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے آخری دور میں تو یہ حال ہو گیا کہ لوگ زکاۃ کی رقموں کو لے کر بیت المال میں جمع کرنے کے لیے آتے تو بیت المال کے ذمہ داران کہتے کہ بیت المال پُر ہے اَجْعَلُوا هَذَا حَيْثُ تَرَوْنَ مِنَ الْفُقَرَاءِ یعنی جہاں بھی مناسب سمجھو فقراء پر تقسیم کر دو۔ لیکن کافی تلاش کرنے کے باوجود فقراء نہیں ملتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ زکاۃ سے معاشرے میں غربت ختم ہوتی ہے بشرطیکہ اسے پورے اخلاص اور مکمل دیانت داری کے ساتھ نافذ کیا جائے، آج کی Date میں بھی اگر دنیا کے مالدار زکاۃ دینا شروع کر دیں، تو معاشرے میں غرباء و مساکین کا نام و نشان تک نہ رہے گا۔

زکاۃ کوئی ٹیکس نہیں جو زبردستی جیب سے نکالا جاتا ہو، بلکہ اس میں اللہ کی خوشنودی کا جذبہ ہوتا ہے، اور ثواب کی امید ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (سورہ بقرہ 261)

”جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں، اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشارگی اور علم والا ہے۔

گویا کہ ایک دانے کا ثواب سات سو دانے کے برابر ہے۔ ایک دانہ خرچ کریں اور سات سو دانہ کا اجر پائیں، ایک روپیہ خرچ کریں اور سات سو روپے کا اجر پائیں۔ اس سے بڑھ کر منافع کا سودا اور کہاں ہوگا۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی اپنے پاکیزہ مال میں سے ایک کھجور کے



نافرمانی، اس کے ساتھ اعلان جنگ اور غریبوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی خواہش ہے۔ اس سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے، اخلاق میں گراوٹ آتی ہے، انسان جانور کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور دولت مہاجن کے ہاتھوں میں جمع ہونے لگتی ہے۔ تب ہی تو اسلام نے سود کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعلان جنگ قرار دیا ہے۔

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله  
اگر تم سود کو ترک نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔

اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: سود کے تہتر درجے ہیں جن میں سب سے آسان درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے منہ کالا کرے۔ اور ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کا ایک درہم جان بوجھ کر کھانا اللہ کے نزدیک 73 مرتبہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سود انسانیت کی تباہی کا ذریعہ ہے اور زکاۃ انسانیت کی آباد کاری کا سبب ہے۔ اس لئے اگر اب تک کسی سے کوتاہی ہوئی ہے، تو فوری توبہ کرے، اپنے مال کا حساب کرے اور اگر اس میں زکاۃ آرہی ہے تو اس کی ادائیگی کے لیے تیاری شروع کر دے کہ اس سے مال میں کمی نہیں ہوگی بلکہ اضافہ ہی ہوگا۔ سنو اپنے رب کی بات:

وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رَّبًّا لِّيَرُبُّوْا فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرُبُّوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا آتَيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرْبِدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ  
سورہ الروم 39

جو سود تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، اسی کے دینے والے درحقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں۔

پہلو، اُس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ کو داغا جائے گا، اگر چادر ٹھنڈی ہونے لگے تو اُسے پھر گر مایا جائے گا اور اُس کو یہ عذاب دن بھر دیا جائے گا، جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی۔ اُس کے بعد بندوں کے اعمال کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ اور یہ زکاۃ نہ دینے والا یا تو جہنمی ہوگا، یا جنتی یعنی اپنے اعمال خیر کے اعتبار سے۔

اللہ اکبر! کیسی سخت وعید ہے.... زکاۃ نہ دینے والوں کے لئے.... وہ لوگ جو اپنے مالوں پر سانپ بنے بیٹھے ہیں، چاہے وہ تاجر ہوں، چاہے سرمایہ دار، یا سونے اور چاندی کے مالک ذرا اس بھیانک منظر کا تصور کریں کہ کل قیمت کے دن اس مال کی چادر بنائی جائے گی اور اسے آگ میں تپایا جائے گا، وہ آگ جس کی تپش دنیا کی آگ سے ایک گنا اور دو گنا نہیں بلکہ ستر گنا زیادہ ہوگی، اور جب تپ کر بالکل گرم ہو جائے گا تو اُس کے جسم کے ایک حصے کو نہیں، بلکہ پورے جسم کو ہر جانب سے داغا جائے گا، آگ سے اُس کی پیشانی کو، پیچھے سے اُس کی پیٹھوں کو اور دونوں جانب سے اُس کے پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ جب جب آگ ٹھنڈی ہوگی تو اسے دوبارہ تپایا جائے گا، اور یہ عذاب ایک دن، ایک مہینہ اور ایک سال نہیں بلکہ ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ خدا را ہمیں بتائیں! کون سا جسم اس عذاب کی تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے؟ کون سادل ہوگا جو ایسے دردناک عذاب کے بارے میں سنے اور پکھل نہ جائے۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زکاۃ کی اہمیت کو صحیح طریقے سے سمجھنا ہو تو سود سے اس کا موازنہ کرنا بہت ضروری ہے۔ زکاۃ اور سود دونوں ایسے ہی ہیں جیسے آگ اور پانی۔ دونوں کے محرکات الگ ہیں، دونوں کے مقاصد الگ ہیں، دونوں کے نتائج الگ ہیں اور افراد و جماعت پر دونوں کے اثرات بھی الگ الگ ہیں۔ زکاۃ کی روح اللہ کی رضا مندی اور فقراء کے ساتھ ہمدردی ہے، جبکہ سود کی روح اللہ کی

# امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کی تصانیف و مؤلفات، فتاویٰ، رسائل، مکتوبات اور مجموعہ کلام

زیر قلم تالیف: امام الہند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ  
احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف و متعلقات اور تلامذہ کا ایک باب

حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

قسط : 6

ترہیب لکھ دیا ہے، حالانکہ یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں۔ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، دونوں میں تقریباً ڈھائی سو سال کا فاصلہ ہے۔ امام دارقطنی کے شاگرد اور حافظ ابن عبدالبر کو سند عطا فرمانے والی شخصیت عبدالغنی بن سعید الحافظ [وفات: ۲۰۹ھ/۱۹-۱۰۱۸ء] ہیں، جو المؤلف و المختلف کے مصنف تھے۔ (۵۲)

علامہ عبدالغنی منذری، صاحب ترغیب و ترہیب پانچ سو اکیاسی ۵۸۱ھ [۸۶-۱۱۸۵ء] میں پیدا ہوئے اور چھ سو چھپن ۶۵۶ھ [۱۲۵۸ء] میں وفات ہوئی۔ (۵۳)

ایک وضاحت اور

یہاں یہ وضاحت بھی ہونی چاہئے، کہ عبدالغنی بن سعید الحافظ کے نام میں بھی، عموماً مغالطہ اور تصحیف ہوئی ہے۔ شیخ محمد بن محمد مخلوف نے صراحت کی ہے، کہ دراصل عبدالغنی بھی تصحیف ہے، ان کا صحیح نام عبدالرحمن بن سعید ہے، جیسا کہ ترتیب المدارک [قاضی عیاض] اور صلتہ [ابن بشکوال] میں ہے۔ (۵۴)

احادیث الحنفاء ابراہی کے نام کی شمولیت؟

بستان الحدیث میں، حدیث کی کتابوں کے تعارف میں، ایک نام احادیث الحنفاء، تالیف حسن بن عبداللہ ابراہی تحریر ہے، بستان کے تمام مطبوعہ نسخوں میں اسی طرح ہے، لیکن ایک

مولانا ڈاکٹر اکرم ندوی صاحب نے، اس کے حاشیہ میں توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے، کہ مؤلف کو اس حدیث کی سوید بن سعید کی طرف نسبت میں وہم ہوا ہے، امام دارقطنی نے لکھا ہے کہ یہ روایت صرف معن بن عیسیٰ کے نسخہ میں ہے، لیکن مولانا اکرم ندوی صاحب نے دارقطنی کا جو حوالہ دیا ہے، وہ بھی مبہم اور قابل تحقیق ہے۔ دارقطنی کی سنن میں اس کا تذکرہ نہیں ہے اور کتاب العلل میں بھی اس کی صراحت نہیں ملی، دارقطنی نے کتاب العلل میں، معن بن عیسیٰ کی امام مالک سے روایات کا تذکرہ کیا ہے مگر سوید بن سعید (۵۰) کا تذکرہ علل میں بھی نہیں فرمایا۔

علامہ عبدالغنی ازدی کے تذکرہ میں بڑی غلطی

حضرت شاہ صاحب نے بستان میں، امام دارقطنی کے ایک بڑے شاگرد، علامہ عبدالغنی ازدی کا ضمناً تذکرہ کیا ہے (۵۱) ایک اور موقع پر الاستیعاب فی معرفة الاصحاب کے تعارف میں بھی عبدالغنی ازدی کا نام آیا ہے، کہ امام ابن عبدالبر وفات: ۲۶۳ھ/ [۷۱-۱۰۷۰ء] کو شیخ عبدالغنی ازدی نے مصر سے اجازت حدیث لکھ کر بھیجی تھی، مگر بستان میں ان دونوں موقعوں پر، ایک بڑی تصحیف اور مغالطہ ہو گیا ہے، یہاں عبدالغنی ازدی صاحب المؤلف و المختلف کو، عبدالغنی منذری مؤلف ترغیب و

المحدثین، حضرت شاہ صاحب کی حیات میں معروف ہو گئی تھی، لیکن اس کے قدیم معتمد خطی نسخے، اس دور کے حوادث میں گننام اور بے نشان ہو گئے تھے، اسی لئے مجھے بستان کے کسی ایسے نسخے کا علم نہیں، جو شاہ صاحب کی حیات میں نقل ہوا ہو۔ (۶۰)

### بستان المحدثین کا قدیم ترین معلوم نسخہ

بستان المحدثین کے جس قدر قلمی نسخوں کا مجھے علم ہے، ان میں سب سے قیمتی، سب سے پرانا اور نسبتاً معتبر نسخہ وہ ہے، جو ایک ایسے نسخے سے نقل کیا گیا تھا، جو مصنف کا قریب العہد تھا۔ قدیم نسخہ، شاہ عبدالعزیز کی وفات: ۱۲۳۹ھ [۱۸۲۳ء] کے تقریباً سات مہینے بعد نقل کیا گیا تھا۔ اس کی کتابت ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ [۱۶ جنوری ۱۸۲۵ء] میں مکمل ہوئی تھی، کاتب نے لکھا ہے:

”قد قبول بالاصل مع الصون فیما فیہ من النقل، لخمس بقین من جمادی الأولى سنة أربعین ومائین وألف من هجرة النبي صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وسلم“

اس نسخے سے عبدالمجید خاں عاجز نے ایک اور نسخہ نقل کیا، جس کی نقل ۱۷ شوال ۱۲۷۸ھ [۱۷ اپریل ۱۸۶۲ء] کو مکمل ہوئی تھی۔ کاتب نسخہ نے لکھا ہے:

تمام شد کتاب بستان المحدثین، بدست عبدالمجید خاں عاجز، بتاريخ ہفتدہم، ماہ شوال المعظم، ۱۲۷۸ھ صورت ارقام پذیر یافت

یہ نسخہ خوبصورت، باریک، خط نستعلیق میں ہے، تحریر آنکھوں کو بھلی لگتی ہے، سطریں موزوں اور مرتب ہیں، حروف میں بھی یکسانیت ہے، پختہ عمدہ قلم ہے، فی صفحہ سترہ سطور آئی ہیں، تحریر و کتابت مرتب و مسلسل ہے، درمیان میں کوئی وقفہ کسی طرح کی تقسیم اور علیحدہ عنوان نہیں آیا، مگر جو بہت ممتاز شخصیات یا اہم کتابیں ہیں، ان پر لکیر کھینچ کر ممتاز کر دیا ہے، عربی عبارتیں اور اشعار بھی

بہت معتبر قلمی نسخہ (۵۵) میں، احادیث الحنفاء حسن بن عبداللہ ابرازی [اول زائے منقوطہ، آخر میں رائے مہملہ] ہے، لیکن حضرات محدثین کرام کے یہاں، کتب حدیث کے تعارف اور فہرستوں پر مشتمل کتابوں میں، اس کا نام نہیں ملا، مگر شیعہ مصنفین کے تذکروں اور شیعہ علماء کی تصانیف کی فہرستوں میں، حسین بن عبداللہ ابرازی کا نام آیا ہے، تاہم اس نام میں کسی قدر فرق و اختلاف بھی ہے۔ امام ابن جوزی نے تذکرة الموضوعات

(۵۶) میں اور ابن جوزی سے نقل کرتے ہوئے، امام ابن تیمیہ نے منهاج السنة (۵۷) میں، حسن بن عبداللہ ابرازی لکھا ہے، جب کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال (۵۸) میں اور ذہبی کے حوالہ سے نامور شیعہ تذکرہ نگار، محسن امین نے، اعیان الشیعة (۵۹) میں، حسن بن عبداللہ ابرازی درج کیا ہے، مگر ابرازی اور احادیث الحنفاء پر، ڈاکٹر اکرم صاحب ندوی اور فارسی نسخہ کے مرتب نے کچھ نہیں لکھا، کوئی وضاحت نہیں کی۔

اگر ابرازی اور احادیث الحنفاء کی اطلاع، صرف مطبوعہ نسخوں میں ہوتی، تو اس کی توجیہ کی جاسکتی تھی مگر یہ نام معتبر ترین خطی نسخوں میں بھی، اسی طرح ہے۔ اس لئے سوال ہوتا ہے کہ، بستان المحدثین جیسی بلند پایہ تصنیف میں، حسین ابرازی اور اس کی کتاب، احادیث الحنفاء کا نام کس طرح درج ہو گیا؟ بستان میں چند اور موقعوں پر بھی، بعض عبارتوں کی نقل اور جزوی مندرجات میں، فروگذاشت ہوئی ہے، جو زیادہ قابل توجہ نہیں ہے، اور یوں بھی:

الإنسان مرکب من الخطأ والنسیان  
ایک دائمی اصول اور ایسا تجربہ ہے کہ جس سے کوئی فرد بشر مستثنیٰ نہیں ہے۔

بستان المحدثین کے خطی نسخے طباعتیں اور مختلف زبانوں میں ترجمے  
ضمنی اطلاعات اور قرآن سے ایسا لگتا ہے، کہ بستان



لیکن ان تمام نسخوں کا جو تعارف پیش نظر ہے، اس سے کسی نسخہ کی

ندرت، قدامت اور اہمیت کا سراغ نہیں ملا۔

طباعتیں

۱- طبع اول لاہور: ۱۲۷۷ھ

اگرچہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی تصانیف و رسائل کی طباعت کا، حضرت شاہ صاحب کی زندگی میں [وفات: ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء] آغاز ہو گیا تھا، مگر بستان ان کتابوں میں شامل نہیں، جو شاہ صاحب کی زندگی میں چھپ گئی ہوں۔

بستان حضرت شاہ صاحب کی وفات کے تقریباً تینتیس [۳۳] سال بعد، پہلی مرتبہ لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ بستان الحدیث کی پہلی اشاعت پر، مقام طباعت اور سنہ درج نہیں۔ سرورق پر صرف یہ الفاظ چھپے ہوئے ہیں:

”باہتمام منشی محمد منیر پروٹر [کذا] مسٹر جیکب صاحب“

لیکن اس مطبع کی اور مطبوعات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ منشی محمد منیر صاحب کا پریس تھا جو لاہور میں تھا، اس مطبع کی چھپی ہوئی اور کتابوں میں اس کی صراحت ہے، مثلاً خواب کی تعبیر پر ایک معتبر کتاب، کامل التعمیر بھی اس مطبع سے چھپی تھی، کامل التعمیر کے سرورق پر صراحت ہے کہ:

”در مطبع ہوپ پریس لاہور، باہتمام منشی محمد منیر صاحب طبع گردید“

کامل التعمیر کے سرورق پر، سنہ طباعت ۱۲۸۲ھ [۲ جون ۱۸۶۵ء] کی صراحت ہے، اور آخری صفحہ [۳۷۶] پر، مولانا غلام رسول [ساکن قلعہ مہیان سنگھ] کا فارسی میں، منظوم قطعہ تاریخ بھی ہے، ان ہی مولانا غلام رسول کا قطعہ تاریخ، بستان الحدیث [طبع ہوپ پریس] کے ص: ۱۳۶ پر بھی آیا ہے، یہ مناسبت صاف کہہ رہی ہے کہ بستان الحدیث کی یہ سب سے پہلی طباعت بھی، منشی محمد منیر صاحب کے ہوپ پریس لاہور سے چھپی تھی۔

اور درج نہیں۔

بستان کا ایک اور نسخہ ذخیرہ احسن مارہروی میں ہے، جو بستان، طبع اول لاہور کی حرف بہ حرف نقل ہے، اس لئے لائق التفات نہیں۔ (۶۳)

ایک اور نسخہ، رضا لائبریری رام پور میں ہے، جو بظاہر قدیم نسخہ ہے، اس کے پہلے ورق پر ۱۲۲۵ھ [۱۸۲۹ء] لکھا ہوا ہے، مگر اس تحریر کی کوئی وجہ، کسی کا نام کچھ درج نہیں، آخر میں ترقیمہ کا تب بھی موجود نہیں، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ سرورق پر درج ۱۲۲۵ھ [۱۸۲۹ء] اس کتاب کے متعلق نہیں، کسی اور چیز کی یادداشت ہے۔ اس نسخہ میں بھی پہلے صفحہ کے علاوہ، جس پر کسی قدر آرائش ہے، کوئی بات قابل توجہ محسوس نہیں ہوئی۔ یہ نسخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۹۹ء کو رام پور کے کتب خانہ میں داخل ہوا تھا۔

پاکستان کی مختلف لائبریریوں، ذخیروں میں بھی بستان کے متعدد نسخوں کی موجودگی کی اطلاعات ملیں، مگر آج کل ایسے سخت حالات میں کہ وہاں خط و کتابت تو کیا، موبائل پر رابطہ ایک مجرمانہ عمل شمار کیا جاتا ہے، تفصیلات کا دریافت ہونا مشکل ہے، تاہم جو کچھ معلوم ہے، وہ پیش ہے۔

فہرست مشترک نسخہ پاکستان میں، ایسے دو نسخوں کا اندراج ہے، جو گوجرانوالہ [پنجاب، پاکستان] میں تھے۔ ان میں سے ایک ۱۲۸۳ھ [۱۸۶۶ء] کا مکتوبہ تھا اور دوسرا بھی اسی کے قریب کا تھا، پہلا نسخہ، نصیر احمد صاحب کے ذاتی ذخیرہ میں، دوسرا شیخوپورہ گوجرانوالہ کے ہاشمی کتب خانہ میں تھا، جس پر ۱۲۸۳ھ [۱۸۶۶ء] کی ایک مہر بھی ثبت تھی، مگر اس وقت دونوں کا سراغ نہیں ملا۔ (۶۳)

ایک نسخہ، گنج بخش لائبریری اسلام آباد میں ہے، اس پر بھی سنہ کتابت تحریر نہیں، ایک اور سرگودھا کے، مولوی فخر الدین صاحب کے ذخیرہ میں تھا، اس کے متعلق بھی کچھ زیادہ معلومات نہیں، ایک اور نسخہ، پروفیسر محمود خاں شیرانی کے نادر ذخیرہ میں ہے، (۶۵)

.....حواشی.....

(۵۰) سوید بن سعید کے لئے دیکھئے:

- مختصر اکال لابن عدی ص: ۳۹۹ تحقیق: ایمن بن عارف دمشقی [طبع اول: بیروت، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء]
- تہذیب التہذیب ص: ۲۷۲ سے ۲۷۵ تک، جلد: ۴ [دائرة المعارف/حیدرآباد: ۱۳۲۵ھ]

● شذرات الذہب لابن العمداد: ۱۸۱، ۱۸۲، جلد سوم تحقیق: محمود الارناؤوط دارابن کثیر، دمشق [طبع: ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء]

سوید بن سعید کی روایت کا، شیخ محمد بن علوی المالکی نے اپنی فضلانہ تصنیف: أنوار المسالک السی روایات مؤطا مالک میں خاصا مفصل تعارف کرایا ہے اور مکتبہ طاہریہ دمشق میں موجود اس کے ایک نسخہ کی بنیاد پر، اس کی روایت کی تفصیل بیان کی ہے، کہ اس میں کون کون سی کس طرح کی روایات ہیں، اس کے ابواب کی ترتیب کیا ہے اور امام یحییٰ بن یحییٰ کی روایت سے اور روایات، کہاں، کہاں کس طرح مختلف ہیں اور جن روایات میں سوید بن سعید منفرد ہیں، ان کا بھی تذکرہ کیا ہے، ملاحظہ ہو: کتاب مذکور ص: ۲۳۳، ۲۳۴

(۵۱) بستان المحدثین ص: ۲۸، طبع اول فارسی لاہور

(۵۲) سیر اعلام النبلاء ص: ۲۶۸، ۲۷۳، ج: ۱۷

● شذرات الذہب، لابن العمداد ص: ۵۴، جلد: ۵۔ تحقیق محمود الارناؤوط [دمشق ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء]

نیز ملاحظہ ہو:

● ترتیب المدارک، قاضی عیاض مکتھی ص: ۶۳۱، جلد: ۳ [مکتبہ القدس قاہرہ]

● شجرة النور الزكية، محمد بن محمد مخلوف ص: ۲۸۹، جلد: ۱ [مکتبہ القدس قاہرہ]

بستان المحدثین کی تازہ ایرانی طباعت میں، بستان کی اس فروگذاشت کو درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر اس کی وجہ سے

وہاں ایک غلطی مزید ہو گئی ہے۔ عبدالرحمن سلیمی صاحب نے لکھا ہے:

”وحاکم و عبدالغنی و منذری صاحب ترغیب و ترہیب“

— بستان نسخہ ایران ص: ۱۶۷

سلیمی صاحب نے، سب کے درمیان میں، ایک ایک واؤ کا اضافہ کر کے ان کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا، لیکن صحیح وہی ہے، جو اوپر گذرا۔

(۵۳) علامہ عبدالغنی منذری کے تعارف کے لئے، ملاحظہ ہو: شذرات الذہب، لابن العمداد ص: ۹، ۲۷، ۲۸۰ جلد ہفتم، تحقیق: محمود الارناؤوط۔ طبع دوم، دارابن کثیر دمشق ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء مکتبہ القدس قاہرہ

(۵۴) ● ترتیب المدارک قاضی عیاض مکتھی ص: ۶۳۱، جلد سوم ● شجرة النور الزكية، محمد بن محمد مخلوف ص: ۲۸۹، جلد اول،

مکتبہ القدس قاہرہ

(۵۵) یہ نسخہ، نسخہ مصنف کی نقل کی نقل ہے، جو ۱۲۶۷ھ میں کتابت ہوا۔ ممتاز عالم اور محدث، مولانا مفتی محمد ایوب بن قمر الدین پھلتی نے، اسی نسخہ میں اپنے بیٹے، مولانا مفتی محمد یحییٰ پھلتی اور شیخ احمد ابوالخیر کی کو پڑھایا تھا، اور اس کی تصحیح مزید بھی کی تھی۔

(۵۶) تذکرة الموضوعات، امام ابن جوزی — ص: ۳۲۲ ج: ۱ [دارالکتب السلفية، مدینہ منورہ — ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء]

(۵۷) منهاج السنة، امام ابن تیمیہ — ص: ۱۹۸ ج: ۴ دارالکتب العلمیہ، بیروت — ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

(۵۸) میزان الاعتدال، امام ذہبی — ص: ۲۹۷ ج: ۲ دائرة المعارف، حیدرآباد: ۱۳۳۰ھ

(۵۹) أعيان الشيعة، محسن امین — ص: ۸۶ ج: ۶۔ تحقیق: احسن امین [دارالتعارف للمطبوعات، بیروت]

بشکرہ مولانا فیصل احمد بھٹکی، ندوی

(۶۰) مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی کی مطبوعہ فہرست میں، بستان

(۶۴) فہرست مشترک نسخائے خطی فارسی پاکستان، تالیف احمد منزوی، ص: ۷۵-۷۴ جلد دہم، مرکز تحقیقات فارسی ایران، و پاکستان، اسلام آباد: ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

میں نے ان دونوں نسخوں کے لئے، مولانا عمار خاں ناصر صاحب، مدیر الشریعہ گوجرانوالہ سے گزارش کی تھی، کہ وہ اس میں کچھ رہنمائی اور تعاون کریں، مولانا سے جو کچھ معلوم ہوا، اس سے افسوس ہوا، کہ اس وقت یہ دونوں نسخے بلکہ یہ کتب خانے بھی بے نام و نشان ہو چکے ہیں۔

(۶۵) فہرست مشترک نسخائے خطی فارسی پاکستان — تالیف: احمد منزوی، ص: ۷۵، ۷۴، جلد دہم۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد: ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

[جادی.....]

### ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب رحمہ اللہ کا ایک قابل غور اقتباس

”ہر روز کثرت سے فرنگی مسلمان ہو رہے ہیں، انگلستان، فرانس، جرمنی، سویٹزرلینڈ، ہالینڈ، بلجیم، ڈنمارک، شمالی و جنوبی امریکہ کوئی ملک اس سے مستثنیٰ نہیں، میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے پتہ چلایا کہ ننانوے فیصد حصہ تصوف اور صوفیہ کی تعلیم کے باعث اسلام قبول کر رہا ہے، عقل پرستوں کی لایعنی تفسیروں اور تحریروں کے باعث نہیں۔ صوفیہ کی چیزیں اب آہستہ آہستہ فرنگی زبانوں میں ترجمہ و تالیف ہو رہی ہیں، میں خود عقلیت کا دل دادہ تھا، یہاں آکر ہارمانی پڑی، اسلام دل کے راستے سے ہی پھیل سکتا ہے، دل کی زبان میں جو تاثیر ہے، جو سحر ہے، وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ ہم جس (مغرب) کی نفالی کرنا چاہتے ہیں، وہ خود اپنے سے بیزار ہو گیا ہے۔“

(ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا علمی ورثہ..... ص 33-40)

المحدثین کے ایک نسخہ کا تذکرہ ہے، جس میں اس کا سنہ کتابت ۱۲۳۹ھ لکھا ہوا ہے، میں نے پہلی طباعت اور بعض تحریروں میں اس نسخہ کا، بستان کے قدیم ترین معلوم خطی نسخے کی حیثیت سے تذکرہ کیا تھا، مگر وہ اطلاع صحیح نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ نسخہ پہلی طباعت کا ہے، غلطی کتب خانہ کی مطبوعہ فہرست کی ہے۔ اس فہرست کی ترتیب یہ ہے کہ اس کے ایک کالم میں مطبع کا نام، دوسرے میں سنہ کتابت یا طباعت تحریر ہوتا ہے، اس میں مطبع کا نام منشی محمد منیر لکھا ہوا ہے، جو بستان المحدثین کے سب سے پہلے ناشر تھے، یہ ہو پ پریس لاہور سے چھپا تھا، اور ۱۲۷۷ھ کی طباعت ہے۔ لیکن فہرست مدرسہ محمدیہ میں، اس کا سنہ طباعت ۱۲۳۹ھ کا لکھا ہوا ہے، جو بالکل غلط ہے، ۱۲۳۹ھ تک شمالی ہندوستان میں کوئی پریس قائم نہیں ہوا تھا، اس لئے اس نسخہ کو، خطی سمجھنا غلط ہے۔ یہ لاہور کی طباعت ہے، جس سے بستان کی طباعتوں کا آغاز ہوا، ممکن ہے، قدیم فہرست سے کسی کو مغالطہ ہو، اس لئے یہ وضاحت ضروری تھی۔

(۶۱) یہ نسخہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی کی لائبریری میں موجود ہے۔

اس نسخہ کے عمدہ عکس کی فراہمی کے لئے، جناب شجاع صاحب کراچی کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

(۶۲) فہرست نسخائے خطی فارسی، جامعہ ہمدرد — ص: ۱۳ [ادارہ تحقیقات فارسی ایران، دہلی: ۱۹۹۹ء]

یہاں یہ وضاحت مناسب ہے کہ ہمدرد، دہلی کے ذخیرہ مخطوطات میں، ایک کتاب پر بستان المحدثین لکھا ہوا ہے، اور اسی حیثیت سے اس کا تعارف بھی ہے، لیکن یہ بستان المحدثین نہیں، فقیہ ابوالیث سمرقندی کی بستان ہے، جو فقہ حنفی کی ایک مشہور تالیف ہے۔

(۶۳) فہرست مخطوطات ذخیرہ احسن مارہروی، مرتبہ: سید محمود حسن قیصر امرہوی — ص: ۳۶، علی گڑھ ۱۹۸۳ء

## جامعہ الامام شاہ ولی اللہ اسلامیہ

مقام پوسٹ: پھلت، ضلع مظفر نگر (یوپی)

### ایک مختصر تعارف

کی نشاۃ ثانیہ ہوئی، اور اسی وقت ”دارالعلوم ندوۃ العلماء“ سے اس کا الحاق کیا گیا۔

۱۰/۱۱ اپریل ۱۹۹۶ء کو پھلت میں تخصص فی الدعوة کا افتتاحی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ منعقد ہوا، اس موقع پر اس مدرسہ کا نام بدل کر حضرت شاہ صاحب کے نام پر ”جامعہ الامام شاہ ولی اللہ اسلامیہ“ رکھا گیا۔

### شعبہ جات

**شعبہ عربی:** اس شعبہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نظام کے مطابق حفظ و تجوید اور ثانویہ اولیٰ سے عالیہ ثالثہ شریعہ (ہفتم عربی) تک تعلیم کا نظم ہے۔ کالج اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ طلبہ کے لئے عالمت کا خصوصی نصاب ہے، جو پانچ سال پر مشتمل ہے۔

**شاہ ولی اللہ اکیڈمی:** حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی دینی علمی خدمات اور تحقیقی کاموں کی اشاعت اور ان کے افکار و نظریات کی اشاعت کے لئے اس اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اکیڈمی اب تک متعدد کتابیں شائع کر چکی ہے۔ جس میں سرفہرست نادر مکتوبات شاہ ولی اللہ ہے۔

**ماہنامہ ارمغان:** جامعہ کی جانب سے ایک مجلہ اُردو زبان میں ارمغان کے نام سے گذشتہ اکتیس سالوں سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست یوپی کے مغربی اضلاع میں مظفر نگر کے نام سے ایک مردم خیز علاقہ ہے جس کے قصبہ کھتولی سے تین کلو میٹر دور مغربی جانب ”پھلت“ نام کی وہ تاریخی بستی ہے، جہاں متعدد نابغہ روزگار انقلابی رہنما پیدا ہوئے جسے حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہؒ ”قریۃ الصالحین“ سے تعبیر کیا ہے یہ ایک تاریخی بستی ہے، جو ۸۷۲ھ میں مشہور عالم دین بزرگ، شاہ سکندر لودھی کے استاذ اور اتالیق جناب قاضی یوسف ناصحی نے آباد کی تھی، اس بستی کو حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ جیسی عبقری شخصیت کے مادروطن ہونے کا شرف حاصل ہے، اور یہی وہ تاریخی سرزمین ہے جہاں آخری زمانہ میں بارہویں صدی ہجری میں حضرت سید احمد شہیدؒ نے جہاد کی مشقیں کی تھیں، اس قافلہ مجاہدین کے اکثر سپہ سالار پھلت کے رہنے والے تھے۔

اس بستی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی ابتدا ایک مدرسہ سے ہوئی، حضرت قاضی یوسف ناصحی نے یہاں آکر درس و تدریس اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ شرع کیا، جس نے آگے جا کر ایک درس گاہ کی شکل اختیار کر لی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ہاتھوں اس درس گاہ کی تجدید ہوئی اور اس کا نام ”مدرسہ فیض الاسلام“ رکھا گیا۔

۱۹۸۸ء میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کے ہاتھوں اس مدرسہ

## منصوبے

جامعہ کی عظیم الشان مسجد کی تکمیل  
اساتذہ کے لئے مزید اسٹاف کوارٹرز کی تعمیر  
حفظ کی تعلیم کے لئے ”دار تحفیظ القرآن الکریم“ کی  
عمارت کی تکمیل  
شاہ ولی اللہ اکیڈمی کیلئے ایک مستقل عمارت کی تعمیر  
مرکز الامام ابی الحسن علی الحسنی الندوی کی تعمیر  
شاہ ولی اللہ طبیہ کالج

الامین دارالشفاء کا قیام

آئی ٹی آئی کے لئے ایک عمارت کی تکمیل  
مطبخ کے لئے ایک الگ عمارت کی ضرورت  
طلباء کے لئے ایک نئے دارالاقامہ کی ضرورت

## اپیل

مسلم معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے اور ملی امتیاز  
اور اسلامی تشخص کی بقاء، دعوت الی اللہ اور اسلام کے تہذیبی  
سرمایہ کی حفاظت میں اسلامی ادارے ریڑھ کی حیثیت رکھتے  
ہیں، ان اداروں کا قیام، ان کا تعاون اور حفاظت ملت کی  
بنیادی ذمہ داری اور وقت کی اہم ضرورت ہے، ہم تمام اہل خیر  
حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ شاہ صاحب کے نام سے  
قائم اس جامعہ کے لئے ہر ممکن تعاون پیش کریں۔

**فیض الاسلام ہائی اسکول:** جامعہ کے زیر  
انتظام کے جی سے دسویں جماعت تک اُردو، عربی دینیات  
کے ساتھ تعلیم کا معقول انتظام ہے یہ شعبہ یو پی تعلیمی بورڈ سے  
منظور شدہ ہے۔

**دارالقضاء والافتاء:** ہندوستان کی مؤثر تنظیم آل انڈیا  
مسلم پرسنل لا بورڈ کے زیر اہتمام دارالقضاء (شرعی پنچایت) کا  
انتظام ہے، جس میں مسلمانوں کے خاندانی مسائل، نکاح  
طلاق وراثت وغیرہ کے متعلق جھگڑوں اور قضیوں کا شریعت کی  
روشنی میں حل کیا جاتا ہے۔

**علی میاں آئی آئی ٹی:** اس شعبہ میں جامعہ کے  
طلبہ کمپیوٹر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

**بزم ولی اللہی:** جامعہ کے طلبہ کی انجمن ہے جس  
کا مقصد طلبہ کے اندر ذوق مطالعہ پیدا کرنا اور تقریری و تحریری  
صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ہے۔

**شعبہ اصلاح معاشرہ:** اس شعبہ کے تحت  
اصلاح معاشرہ کمیٹی، مقامی اور علاقائی سطح پر ماہانہ اصلاحی  
پروگرام منعقد کراتی ہے۔

**شعبہ پیام انسانیت:** اس شعبہ کے تحت  
ہندوستانی معاشرہ میں احترام انسانیت اعلیٰ اخلاقی قدروں  
کے فروغ اور باہمی رواداری محبت اور ہم آہنگی کی فضا بنانے  
کے لئے پروگرام منعقد کرائے جاتے ہیں۔

منجانب: مولانا محمد عمر ناصحی ندوی (معمد شعبہ مالیات) موبائیل: 7060436774

# جامعہ الامام شاہ ولی اللہ الاسلامیہ

بھلت ضلع مظفرنگر (یو پی)

## اسمائے گرامی سفراء حضرات بابت چندہ وصولی رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ

### برائے جامعہ امام شاہ ولی اللہ اسلامیہ، پھلت

9759027848	آشٹہ، مہید پور، اجین، آگرہ	حضرت مولانا اقبال صاحب	۱
9997368338	جو پور، کانپور، لکھنؤ، سیتا پور، رائے بریلی، فیض آباد، بستی	مولانا عبدالرشید صاحب	۲
7060772972	دہلی، غازی آباد، جانی بزرگ	مفتی محمد عاشق صدیقی صاحب	۳
7037794075	راجستھان، میوات وغیرہ	الحاج محمد الیاس	۴
9897438085	علی گڑھ	مولانا ریاض الدین صاحب	۵
9760894718	چند سیدہ، ٹنڈیہڑہ، سکندر پور، شکار پور، روڑکی، پھلت	مولانا نسیم صاحب	۶
8126896018	ماسٹر عبدالعزیز صاحب سروٹ، چرتھال، کھتولی، سردھنہ، موانہ، دہرہ دون، کٹھور ضلع میرٹھ	ماسٹر عبدالعزیز صاحب سروٹ، چرتھال، کھتولی، سردھنہ، موانہ، دہرہ دون، کٹھور ضلع میرٹھ	۷
9528157338	حیدر آباد، ناگ پور، پٹنہ	مولانا محمد حنیف قاسمی	۸
9719721576	ہاپوڑ، شمالی، گڑگاؤں	حاجی شمشاد صاحب	۹
9548893624	دہرہ دون، بجنور، سنجھل، مراد آباد	حافظ عبدالقدیر انصاری	۱۰
9557496045	بھروچ، جمبوسر، بڑودہ، سورت، گودھرا، مالیر گاؤں	مولانا احمد علی صاحب	۱۱
9837477570	سوجڑو، نراجڑو، مظفرنگر، پورتا ضلع، مظفرنگر	مولانا خالد صاحب	۱۲
7017732423	میرٹھ و اطراف	مفتی راحت قاسمی صاحب	۱۳
8960247994	بنارس، الہ آباد، بنگلور، میسور	حسن وارث صاحب	۱۴
6396329572	شاہ آباد، رام پور، بریلی	قاری محمد مدبر صاحب	۱۵
9258497772	مبئی، ممبہ، بھینوٹی، شولا پور کولہا پور، پونہ	قاری رفیع الدین صاحب	۱۶
9760893918	میرٹھ، بہت، سہارنپور، چنڈی گڑھ، پنجاب	قاری محمد اعظم صاحب	۱۷
9997113090	جموں و کشمیر	مولانا عبدالصمد صاحب	۱۸
9634319062	بھیکن گاؤں، کھرگون، اندور، کھنڈوہ، بھوپال، بھنکل، ممبئی	قاری محمد مبشر صاحب	۱۹
8630954004	بلند شہر، نائل، مسوری وغیرہ	مولانا واجد صاحب	۲۰
8439481833	ناندیٹ، بیٹ، امراتی، اورنگ آباد، عثمان آباد، لا تاور	قاری سید نعمت اللہ ہاشمی	۲۱
8923598304	ہاپوڑ، سکندر آباد، کان پور	مولانا محمد ثاقب ندوی صاحب	۲۲
9760793926	کلکتہ، مرشد آباد	ماسٹر محمد اکرم صاحب	۲۳
7355715949	سٹھلہ، اطراف	مولانا حیدر ندوی صاحب	۲۴

منجانب: مولانا محمد عمر ناصحی (معمتہ شعبہ مالیات) موبائیل: 7060436774

# خبروں کی دنیا

## News World

محمد سعد ادريس ولي الله

میوات کی علمی خدمات کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ملک بھر کی چھوٹی بڑی سلطنتوں میں موجود علماء کا ذکر وافر طور پر ملتا ہے لیکن میوات پورے منظر نامہ سے غائب ہے، یہاں چوٹی کے اہل علم اور عبقری شخصیات پیدا ہوئی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار دارالمصنفین اعظم گڑھ سے آئے مولانا عمیر الصدیق ندوی نے کیا موصوف ۱۰ افروری کو اپنائے ندوہ میوات کے زیر اہتمام ایک روزہ سیمینار سے خطاب کر رہے تھے۔ یہ سیمینار ہریانہ میوات کے شہر نوح میں معلم میوات مولانا عبدالسبحان خان میواتی کی حیات و خدمات پر مشتمل کتاب کی رسم رونمائی کے لیے منعقد کیا تھا، جسے ڈاکٹر عارف الیاس ندوی نے مرتب کیا ہے، صدارتی خطاب میں نامور محقق مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی نے میوات اور کاندھلہ خاندان کے مضبوط مراسم پر روشنی ڈالی۔ پروگرام کا آغاز جامعہ صدیقیہ کے استاد قاری رمضان فلاحی اور عبدالحمید کی نعت سے ہوا۔ پہلی نشست میں میواتی نوجوان علماء عمر عبداللہ، مشتاق ندوی، تعریف سلیم ندوی، صابرقاسمی ندوی، شا کر ندوی، حیدر ندوی اور نسیم لہرواڑی نے اپنے مقالات پیش کئے دوسری نشست میں میوات و بیرون میوات کے علماء نے اپنے احساسات کو مقالات کی شکل میں پیش کیا، ان میں ڈاکٹر طارق ایوبی، مولانا فیصل بھٹکی، مولانا خالد غازی پوری، مولانا شیر محمد مینی، مولانا حکیم الدین اشرف اٹاری، ڈاکٹر مشتاق تجاوی، مفتی زاہد حسین قاسمی مولانا یحییٰ، مفتی رحمت

اللہ ندوی، مولانا وصی سلیمان ندوی، مولانا سعد رشید، مولانا محمد ہارون سنولی، مفتی ظہور الدین قاسمی، مولانا عبدالرشید گھاٹیہ، مولانا قاسم، مولانا انوار مالپوری وغیرہ شامل ہیں، سیمینار میں بطور مہمان خصوصی شریک حکیم ظل الرحمن علی گڑھی نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا، اس موقع پر سیکڑوں میواتی علماء نے ہریانہ، راجستھان اور دہلی سمیت دور دراز مقامات سے شرکت کی، جن میں ڈاکٹر ابوالفضل ندوی، مولانا ارشد ندوی مولانا ساجد ندوی، مولانا لقمان سوڈا کا، مفتی طاہر قاسمی دہلوی وغیرہ شامل ہیں۔ پروگرام کی نظامت مولانا مظفر ندوی اور مفتی یوسف حیدر ندوی نے مشترکہ طور پر کی۔

### دارالعلوم عزیز یہ سٹیڈی میں سالانہ اجلاس عام

۱۹ افروری کو مظفر نگر ضلع کی ایک بافیض دینی تعلیمی درس گاہ دارالعلوم عزیز یہ سٹیڈی کا سالانہ اجلاس مفتی محمد خالد میرٹھی کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں علاقہ کے علمائے کرام اور عوام نے شرکت کی، اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد خالد نے فرمایا کہ مسلمانوں کو اپنی اصلاح کی جانب خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔ پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے مولانا ابرار قاسمی نے فرمایا کہ ملک کے موجودہ حالات میں ہمیں ان مدارس اسلامیہ کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ قاری محمد الطاف تھانہ بھون نے نمازوں کی پابندی اور تعلق مع اللہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور حالات کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مولانا محمد عالم بڈھانوی نے علم اور تعلیم کی اہمیت واضح کی، اور مسلمانوں کو خاص طور پر اس میدان میں آگے بڑھنے کی تاکید کی۔ پروگرام کو کامیاب بنانے میں قاری عبدالقادر انصاری مولانا معین الدین ندوی، مولانا شاہد ندوی، قاری محمد عارف، حافظ نعیم الدین، حافظ محمد آصف، ماسٹر محمد آصف، مولانا محمد صائب اور محمد آصف میرٹھی کا خاص حصہ رہا۔ ناظم مدرسہ قاری محمد مبین انصاری نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ لازم نہیں ہوتا۔  
(۱۰) جان بوجھ کر بغیر بھول کے بیوی سے صحبت کرنے یا کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا بھی لازم ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔

روزہ کا کفارہ: کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے ورنہ ساٹھ روزے مسلسل پے درپے رکھے، بیچ میں ایک بھی روزہ چھوڑ دیا تو پھر شروع سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر روزہ کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

**وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں**  
مگر مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے:

(۱) ضرورت کے بغیر کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، ٹوٹھ پیسٹ یا میجن یا کونکھ سے دانت صاف کرنا بھی روزہ میں مکروہ ہیں۔ (۲) تمام دن جنابت میں بغیر غسل کیے رہنا۔ (۳) فصد کرنا، کسی مریض کے لیے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے۔ الا یہ کہ کمزوری وغیرہ کا بالکل خوف نہ ہو۔ (۴) غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا یہ ہر حال میں حرام ہے، روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔ (۵) روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بے جان چیز کو یا جاندار کو، ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

**وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا!**

(۱) مسواک کرنا۔ (۲) سرداڑھی یا مونچھوں پر تیل لگانا۔ (۳) آنکھوں میں دوا، یا سرمہ ڈالنا۔ (۴) خوشبو سونگھنا۔ (۵) گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا۔ (۶) کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔ (۷) بھول کر کھانا پینا۔ (۸) حلق میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلا جانا۔ (۹) خود بخود قے آجانا۔ (۱۱) سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا۔ (۱۲) دانتوں میں سے خون



**روزہ کی نیت کیسے کریں؟**

دراصل دل سے کسی کام کے کرنے کے قصد و ارادہ کو ہی نیت کہتے ہیں، زبان سے کچھ خاص الفاظ کہے یا نہ کہے۔

روزہ کے لیے نیت شرط ہے، اگر روزہ رکھنے کی نیت نہیں کی اور تمام دن کچھ کھایا یا پیا نہیں تو روزہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ: رمضان کے روزہ کی نیت رات سے ہی کرنا بہتر ہے اور اگر رات میں نہ کی ہو تو دن میں بھی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک کر سکتا ہے، بشرطیکہ روزہ کے منافی کوئی کام ابھی تک نہ کیا ہو

**وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے**

(۱) کان اور ناک میں دوا ڈالنا۔ (۲) قصداً منہ بھر کر قے کر دینا۔ (۳) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔ (۴) عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہو جانا۔ (۵) کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی، جیسے لکڑی، لوہا، کچا گیہو کا دانہ وغیرہ۔ (۶) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا، بیڑی، سگریٹ، سگار، حقہ پینا اسی حکم میں ہیں۔ (۷) بھول کر کھاپی لیا اور یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھاپی لیا۔ (۸) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی۔ (۹) دن باقی تھا؛ مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے، روزہ افطار کر لیا۔

نوٹ: یاد رہے ان تمام چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر

(۸) عورت کے لیے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں، ان ایام میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ بیمار، مسافر حیض و نفاس والی عورت جن کے لیے رمضان میں روزہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں، سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔

### روزہ کی قضا

(۱) کسی عذر سے روزہ قضا ہو گیا تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیے۔ زندگی اور طاقت کا بھروسہ نہیں، قضا روزوں میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے۔  
(۲) اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہونے کے بعد اتنا وقت نہ پائے کہ جس میں قضا شدہ روزے ادا کرے تو قضا اس کے ذمہ لازم نہیں سفر سے لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد جتنے دن ملیں اتنے ہی کی قضا لازم ہوگی

### سحری

روزہ دار کو آخرات میں صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کھانا مسنون اور باعث برکت و ثواب ہے۔ نصف شب کے بعد جس وقت بھی کھائیں سحری کی سنت ادا ہو جائے گی؛ لیکن بالکل آخر شب میں کھانا افضل ہے، اگر موڈ نے صبح سے پہلے اذان دے دی تو سحری کھانے کی ممانعت نہیں؛ جب تک صبح صادق نہ ہو جائے۔ سحری سے فارغ ہو کر روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے۔

### افطار

آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے، ہاں جب ابرو وغیرہ کی وجہ سے اشتباہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے اور تین منٹ کی احتیاط بہر حال کر لینا چاہیے تاکہ ہر طرح کے شبہ سے محفوظ رہے۔

کھجور اور خرما سے افطار کرنا افضل ہے اور کسی دوسری چیز سے افطار کریں تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں، افطار کے وقت یہ

نکلے، مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔  
(۳۱) اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں روزہ کی نیت کر لی تو روزہ ہو جائے گا۔

وہ عذر جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے

(۱) بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو، یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، رمضان کے بعد صحت ہو جائے تو اب اس کی قضا لازم ہوگی۔

(۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کر لے اس کے لئے گنجائش ہے۔

(۳) جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا، تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے۔

(۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر اگر کچھ تکلیف و وقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے، اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو اس سے تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

(۵) بحالت روزہ سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے، اور اگر ابھی کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ وطن میں ایسے وقت واپس آ گیا جب کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہو یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کر لے یہ روزہ اس کا درست شمار ہوگا۔

(۷) کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان دین دار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز، بلکہ واجب ہے اور اس کی قضا لازم ہوگی۔



## صدقہ صرف پیسے سے نہیں، دل سے بھی کیا جاتا ہے

ایک غریب عورت نے بڑی عزت کے ساتھ آواز دی  
 ”آجائے میڈم، آپ یہاں بیٹھ جائیں“ کہتے ہوئے اس  
 نے اپنی سیٹ پر ایک استانی کو بیٹھا دیا اور خود بس میں کھڑی ہو گئی۔  
 میڈم نے ”بہت بہت شکریہ، میری تو بری حالت تھی، سچ میں“  
 کہتے ہوئے دعائیں دی، اس غریب عورت کے چہرے پر ایک  
 خوش کن مسکان پھیل گئی۔ کچھ دیر بعد استانی کی پاس والی سیٹ خالی  
 ہو گئی لیکن اس عورت نے ایک اور عورت کو، جو ایک چھوٹے بچے  
 کے ساتھ سفر کر رہی تھی اور مشکل سے بچے کو اٹھا رہی تھی، کو سیٹ پر  
 بیٹھا دیا۔ اگلے پڑاؤ پر بچے والی عورت بھی اتر گئی، سیٹ پھر خالی  
 ہو گئی، لیکن اس نیک دل عورت نے پھر بھی بیٹھنے کی بالکل کوشش  
 نہیں کی بلکہ اس ایک کمزور اور بزرگ آدمی  
 کو بیٹھا دیا، جو ابھی ابھی بس میں  
 سوار ہوئے تھے۔

نا، اور ہمیں کپالے کر جانا ہے اس دنیا سے۔“  
 استانی ہکا بکا رہ گئی، ایک ان پڑھی دکھنے والی غریب عورت  
 اتنا بڑا سبق جو پڑھا گئی انہیں۔ اگر دنیا کے آدھے لوگ بھی ایسی  
 خوب صورت اور مثبت سوچ اپنالیں تو یہ زمین جنت بن جائے گی  
 سب کے لئے۔ صدقہ و خیرات صرف پیسے سے نہیں دل سے بھی کیا  
 جاتا ہے۔

کریم رب کی رحمت کے قربان ہماری مجال کہاں اور کہاں  
 سے وہ الفاظ لائیں کہ اس عظیم نعمت کا شکر ادا کر سکیں کہ بلا استحقاق  
 اور بلا طلب ہمیں اسلام جیسا پیارا دین عطا فرمایا، جس میں ہر سطح  
 اور طبقے اور صلاحیت کے بندوں کے لئے آگے بڑھنے کی گنجائش  
 اور بہترین مواقع ہیں، سخاوت کے ایسے عظیم فضائل ہیں۔

یوں بھی ہر انسان کو اس کا ارمان ہوتا ہے کہ وہ

سخاوت کرے، اس کے لئے مالدار

اور صاحب ثروت ہونا ضروری

نہیں، پیارے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کا ارشاد گرامی ہے: خیر الغنی غنی

انفس۔ اگر آدمی کے اندر جذبہ سخاوت، ایثار

و خدمت ہو، تو غریب سے غریب مومن کے لئے بے شمار سخاوت

کے مواقع ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ ہم میں سے ہر ایک جو دو سخا کے موسم

بہار رمضان المبارک میں ان سخاوت کے مواقع سے فائدہ اٹھا کر

بڑے بڑے مالداروں سے آگے بڑھ کر سخاوت کے جوہر دکھائے،

اور دوسروں کے کام آ کر زندگی کتنی پر لطف رنگین اور جنت کا نمونہ

بن جاتی ہے اس کا مزہ لیں۔

ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: السخی قریب من

اللہ، قریب من الجنة، قریب من الناس، بعید من

النار، والبخیل بعید من اللہ، بعید من الجنة، بعید من

الناس، قریب من النار، والجاهل السخی احب الی اللہ

عز و جل من عابد بخیل۔

سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں

سے قریب ہے، اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل آدمی اللہ سے دور

ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے اور دوزخ سے قریب

ہے۔ اور جاہل سخی اللہ کو عابد بخل سے زیادہ محبوب ہے۔



مزید کچھ دیر کے بعد وہ  
 بزرگ بھی اتر گئے، سیٹ پھر سے خالی  
 ہو گئی۔ بس میں اب چند مسافر ہی رہ گئے تھے، اب اس استانی  
 نے غریب خاتون کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ ”کتنی بار سیٹ خالی  
 ہوئی لیکن آپ لوگوں کو بٹھائی رہیں، خود نہیں بیٹھیں، کیا بات ہے؟“  
 اس خاتون نے جواب دیا ”میڈم میں مزدور ہوں، میرے  
 پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں کچھ صدقہ و خیرات کر سکوں، تو میں  
 کیا کرتی ہوں کہ، سڑک پر پڑے پتھروں کو اٹھا کر ایک طرف رکھ  
 دیتی ہوں، کبھی کسی ضرورت مند کو پانی پلا دیتی ہوں، کبھی بس میں  
 کسی کے لیے سیٹ چھوڑ دیتی ہوں، پھر جب سامنے والا مجھے  
 دعائیں دیتا ہے تو میں اپنی غربت بھول جاتی ہوں، میری دن بھر کی  
 تھکن دور ہو جاتی ہے۔ اور تو اور، جب میں روٹی کھانے کے لیے  
 باہر پتھ پر بیٹھتی ہوتی ہوں، کچھ پرندے میرے قریب آ کر بیٹھ  
 جاتے ہیں، میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ان کے  
 سامنے ڈال دیتی ہوں، جب وہ خوشی سے چلاتے ہیں تو خدا کی اس  
 مخلوق کو خوش دیکھ کر میرا پیٹ پھر جاتا ہے۔ روپے پیسے نہ سہی،  
 سوچتی ہوں دعائیں تول ہی جاتی ہوں گی مفت میں، فائدہ ہی ہے